"حضور شیر بیشۂ اہلسنت"
ذات ایک جلوے ہزار
مؤلف
قاطع کفر و بدعت، داعی پیغامات اعلیٰ حضرت نازش افتاء و تدریس
حضرت علامہ مفتی عبد الرحمن صاحب قادری حشمتی
صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر
تقدیم
نبیرۂ حضور مظہر اعلیحضرت شہزادۂ حضور معصوم ملت
حضرت مولینا مفتی محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
نائب صدر المدرسین الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ یوپی
بکاوش مشن شیرِ سنت گروپ
ناشر
مکتبۂ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور مظہر اعلیٰ حضرت حضرت شیر بیشۂ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے علمی تبرکات، دینی تدبرات وفنی عطیات کے بحرذخار میں سے

چند نادر ونایاب جواہر وزواہر کی ضیاپاشیوں، نوربیزیوں کے بیان پر مشتمل

صاحبان علم وفن وطالبان علم دین کیلئے ایک نہایت مفید وکارآمد مختصر تحریر

"حضور شیر بیشۂ اہلسنت کی"

ذات ایک جلوے ہزار

مؤلف

قاطع کفر وبدعت، داعی پیغامات اعلیٰ حضرت نازش افتاء وتدریس

حضرت علامہ مفتی عبد الرحمن صاحب قادری حشمتی

صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر

ناشر

مکتبۂ حشمتیہ

الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ یوپی

بکاوش

مشن شیر سنت گروپ

نام کتاب ـــــ ذاتِ ایک جلوے ہزار

مؤلف ـــــ حضرت علامہ مفتی عبدالرحمن صاحب قادری حشمتی صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر

تقدیم ـــــ نبیرۂ حضور مظہر اعلیحضرت شہزادۂ حضور معصوم ملت حضرت مولانا مفتی محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

سن اشاعت ـــــ بار اول صفر المظفر ۱۴۴۵ھ مطابق ستمبر ۲۰۲۳ء

کمپیوزنگ ـــــ محمد نجم الرضا حشمتی نجم گرافکس حشمت نگر پیلی بھیت شریف

ناشر ـــــ مکتبۂ حشمتیہ، الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ یوپی

صفحات ـــــ ۶۰

تعداد ـــــ ۱۱۰۰

ملنے کے پتے

(۱) مکتبۂ حشمتیہ، الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ یوپی

(۲) الجامعۃ الہادیۃ الحشمتیہ بھیونڈی ممبئی

(۳) چمن فاطمی خانقاہِ حسنی حسینی قادری چشتی برکاتی رضوی حشمتی آستانہ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

Distributer

1. MAKTABA-E-HASHAMTIA
   Al-jamiat-ul-hashmatia Mushahid Nagar Mahim
   Distt. Gonda Pin:.271312
2. ALJAMIAT-UL-HADIYA HASHMATIA
   Bhiwandi Mumbai Maharashtra
3. CHAMAN-E-FATIMI HASANI HUSAINI
   HASHMAT NAGAR PILIBHIT SHARIF (U.P)

تقدیم

نبیرۂ حضور مظہر اعلیحضرت شہزادۂ حضور معصوم ملت حضرت مولینا مفتی محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

تو قوت دے میں تنہا کام بسیار
بدن کمزور دل کاہل ہے یاغوث
(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ہندوستان کے مشہور مشرقی خطے ضلع گونڈہ سے تقریباً پچپن کلومیٹر کے فاصلے پر بجانب مشرق واقع اہل سنت کی ایک عظیم درسگاہ الجامعۃ الحشمتیہ سالہا سال سے اسلام وسنیت ومسلک اعلیحضرت ومشرب شیر بیشۂ اہلسنت کی خدمات بذریعہ درس وتدریس، تقریر وتحریر انجام دیتی آرہی ہے۔ جو رہروانِ جادۂ عشق وعقیدت، حامیان مسلک اعلیٰ حضرت اور ملک وملت کے تمام خوش عقیدہ سنی مسلمانوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ الحمدللہ یہ وہ ادارہ ہے جو احقاق حق وابطال باطل کیلئے ہمہ وقت کمر بستہ اور پرعزم رہتا ہے۔

سُنی جو بانگ جرس تو بقتل گاہ جفا کفن بدوش اسیران زلف یار چلے

انہیں جذبات خیر وفلاح واکتساب نور ونجاح کے پیش نظر اس ادارہ کے شعبۂ نشر واشاعت کی جانب سے جو بھی تحریری کاوشیں منظر عام پر لائی جاتی ہیں ان کی غرض وغایت، منشا ومدعا انہیں عوامل پر منتج ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی نہج سے شاتمانِ خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا رد ہوجائے۔ اور الحب للہ ولرسولہٖ والبغض للہ ولرسولہٖ کی مناطِ نور ونجاح پر گامزن حضرات عالیہ کی غبارِ راہ ہی بن جائیں، باقی اہل دنیا کی تحسین وتائید کی کسے پرواہ ہے، تعریف وتوصیف کی کسے چاہ ہے۔

فاش می گویم واز گفتۂ خود دلشادم

بندۂ عشقم واز ہر دو جہاں آزادم

حضور شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی ذاتِ مبارک اُن نفوسِ قدسیہ میں سے تھی جن کے لیل ونہار، خلوت وجلوت، تحریر وتقریر صرف اور صرف تبلیغِ دین وسُنیت ہی کے خاطر ہوا کرتے تھے۔

اگر تحریر وتقریر "جلوت" کے معاملات وحالات کی عکاس ہوا کرتی ہیں تو خطوط ومکتوبات "خلوت" کے اسرار ورموز کے امین ہوا کرتے ہیں۔ آخر الذکر نوعیت کی خصوصیت یہ ہے۔ جس میں خاص اصحاب واحباب کو ہی محرم راز ہونے کا شرف حاصل ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بغیر اجازت دوسرے کے خطوط پڑھنا روا نہیں۔

حضور شیر بیشۂ اہل سنت قدس سرہٗ کے خطوط پڑھنے کے بعد آپ پر مثل مَہرِ نیم روز یہ بات روشن وآشکار ہو جائیگی کہ جس طرح آپ جلوت میں تبلیغِ دین متین کے تئیں نہایت سنجیدہ ومتحرک تھے بغیر کسی کم وکاست کے اسی طرح آپ کے افکار ونظریات "خلوت" میں بھی تبلیغِ دین کے اردگرد گھومتے نظر آتے ہیں۔

تشنگی کے باوجود دسترس میں ہوتے ہوئے بھی دراہم ودنانیر کی بہتی گنگا وجمنا کی طرف مُڑ کر بھی نہ دیکھا۔ بلکہ اپنے نفس کو قناعت کی حدود میں مقید رکھتے ہوئے وہ مال وزر جو طائر عشق کی پرواز میں کوتاہی کا سبب بنے اس سے مثل نجاست غلیظہ سخت نفرت فرمائی۔ یہ محض افسانہ نگاری نہیں بلکہ وہ حقیقت ہے۔ جس کو آپ بھی آئندہ اوراق میں اُن مبارک خطوط کو پڑھنے کے بعد نہ صرف تسلیم کریں گے بلکہ اس مبلغ کے درد تبلیغ کو دیکھ کر جھوم اُٹھیں گے۔

بات یہ ہے کہ حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت نے ایک طویل عرصہ بعد گھر کی ضروریات کیلئے محض دس روپیہ ارسال فرمائے جس کے بعد جناب مشکور حسن خاں صاحب علیہ الرحمہ (جو کہ حضرت کے رشتہ میں برادرِ نسبتی تھے) نے خط ارسال کیا جس میں لکھا کہ "تم دونوں

نے قلیوں کا کام کیا تھا جو دس روپیہ نصیب ہوئے'' اس کے جواب میں حضور شیر بیشۂ سنت جو دل گداز کوائف تحریر فرمائے وہ صرف اشکبار آنکھوں ہی سے پڑھے جا سکتے ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

'' آپ نے لکھا ہے کہ تم دونوں نے قلیوں کا کام کیا تھا جو دس روپے نصیب ہوئے۔ جی ہاں قلیوں کا کام بھی کرتے تو کچھ نہ کچھ آمدنی ہو جاتی۔ بمبئی کا حال تو میں اپنے خط میں لکھ چکا ہوں کہ لوگوں نے اس لئے بلایا تھا کہ حکومتِ کافرہ برطانیہ اور مشرکین کے منشار کے مطابق یہ فتوے دیدیا جائے کہ مسلمان مشرکین سے اس بات پر صلح کر لیں کہ علاوہ اوقات نماز دوسرے وقتوں میں مسجد سے بالکل متصل بھجن کیرتن اور بُت پرستی کا مظاہرہ کیا کریں۔ فرنگی محل کے مولوی قطب الدین نے اسی طرح کا فتویٰ دیدیا اور پانچ ہزار روپے لے کر چلتے بنے۔ میں نے **بحمدہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہٖ علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام** پانچ ہزار روپے پر پیشاب کر دیا اور شریعت مطہرہ کے مطابق دیا کہ جو شخص ایک سیکنڈ کیلئے بھی کفر و بُت پرستی پر راضی ہوگا بحکم شریعت وہ خود کافر ہو جائیگا۔ لہٰذا مسلمان مشرکین سے صلح ہرگز نہ کریں برطانیہ گورنمنٹ اگر اپنی جابرانہ قوت کی بنا پر مشرکین کو بھجن کی اجازت دے گی تو یہ اس کا ظلم و جور ہوگا۔ پھر اگر وہ مزاحمت کرنے والے مسلمانوں پر گولیاں برسائے تو مسلمانوں کو کبھی جائز نہیں کہ گولیوں کا سامنا کر کے مفت میں اپنی جانیں ضائع کریں۔ اگرچہ جو لوگ حُرمت مسجد کی حفاظت کرتے ہوئے حکومتِ کافرہ برطانیہ کی گولیوں سے مارے گئے وہ سب مسلمان انشاء المولیٰ تعالیٰ شہید ہوئے۔ یہ فتویٰ دینے کے سبب میرے بلانے والے مجھ سے ناراض ہو گئے اور دس روپے تو بڑی چیز ہیں دس پیسے بھی نہیں دیئے حتیٰ کہ بمبئی سے گونڈل جانے تک کا کرایہ بھی نہ دیا مجبوراً گونڈل سے پچاس روپے منگائے اور کام چلایا۔

میں اگرچہ گناہگار ہوں سیہ کار ہوں لیکن حضور مرشد برحق امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہٗ کی جوتیوں کے صدقے میں بحمدہٖ تعالیٰ دل میں یہ جذبہ ہے کہ ماں باپ بیوی بچے سب کی عزت و آبرو مذہب اہل سنت کی عزت وعظمت پر قربان ہو جائے۔ دین کی خدمت سے جو کوئی مجھ کو روکتا ہے اس کی طرف سے میرے دل میں سخت تکلیف ہوتی ہے۔

اور میری دعا ہے کہ خدا اور سول جل جلالہٗ وعلیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام میری بیوی میرے بچوں کا اور خود میرا ایمان اس قدر مضبوط فرما دیں کہ ہم سب اپنی جان مال عزت وآبرو بیوی بچے شوہر ماں باپ سب کو خدا اور سول جل جلالہ وعلیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کی عزت وعظمت پر قربان کرتے رہیں آمین۔ (ماخوذ از مکتوبِ مبارک)

انکساری، جذبۂ تبلیغ دین حق، ان کے نام پاک پر دل جان ومال آل واولاد قربان کر دینے اور تج دینے کی تمنائے دل اور فکرِ مسلمین پر مشتمل یہ سطریں چیخ چیخ کر کہہ رہی ہیں ؎

اہل سنت کا سہارا ہند میں بعدِ رضا ہے ہمارا ہی پیا حشمت علیٰ خاں قادری

حامیانِ حق جو تھے ساکت عن الحق ہو گئے پر نہ تو خامُش ہوا حشمت علی خاں قادری

انکساری اس درجہ کی کہ عتابی تحریر رقم کرنے والا خود شرمندگی میں ڈوب جائے اور آپ ہی معافی کا طالب ہو جائے۔ جذبۂ تبلیغ دین حق یہ کہ اُدھر گھر والے مقروض ہیں اِدھر پانچ ہزار روپے پر پیشاب کیا جا رہا ہے۔ نہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کسی سیٹھ صاحب کی ناراضگی کا ہراس۔ سچ ہی تو کہا تھا سرکارِ کلاں حضرت علامہ سید شاہ مختار اشرف صاحب قبلہ اشرفی کچھوچھوی قدس سرہٗ نے کہ:

"جس کے ایمان کو بھری تجوریوں سے بھی خریدا نہ جا سکا، جو اعلان حق میں ہر لومۃ لائم سے ہمیشہ بے نیاز رہا، جو صرف اللہ سے ڈرا اور کسی باطل قلم کی نوک یا باطل تلوار کی دھار نے دبانے میں کبھی کامیابی حاصل نہ کی، اُس کے بارے میں میرے تاثرات وہی ہیں جو ہر سُنی صحیح العقیدہ کے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو اُن سے واقف ہو کر اُن کے عقیدے کے موافق ہے وہی صحیح معنوں میں سُنی ہے، صحیح الایمان ہے۔ اور اُن سے واقف ہو کر اُن کا بدگو ہو وہ یقیناً بدمذہب، بے دین ہے"۔

(مظہر اعلیٰ حضرت علماء و مشائخ کی نظر میں ص ۳۹)

واہ رے سنت صدیقی (رضی اللہ عنہ) کو زندہ کرنے والے مجاہد تیرے جہاد فی سبیل اللہ کو سلام۔

سبحان اللہ تمنائے دل کہ ماں باپ، بیوی بچے سب کی عزت وآبرو مذہب اہل سنت کی عزت

وعظمت پر قربان ہو جائے۔ اور وہ دعا فرمائی جس کی قبولیت آج دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ کہ فرماتے ہیں: ''میری دعا یہ ہے کہ خدا اور سول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میری بیوی میرے بچوں کا اور خود میرا ایمان اس قدر مضبوط فرما دیں کہ ہم سب اپنی جان ومال عزت وآبرو بیوی بچے شوہر ماں باپ سب کو خدا اور سول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عزت وعظمت پر قربان کرتے رہیں''۔

آپ کی اسی جلالتِ شان اور سطوت وعظمت کی بنیاد پر خلیفہ اعلیٰ حضرت ملک العلماء حضرت مولینا مفتی محمد ظفر الدین صاحب قبلہ بہاری قدس سرہٗ القوی حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ سنت قدس سرہٗ العزیز کے لئے ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہوئے اِن قیمتی اور مبارک القابات سے مشرف فرماتے ہیں:

''ناصرِ سُنّیت، کاسر بدعت، نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلیٰ حضرت''

(پشت خار در افتخار ص ۱۴)

وہ کہتے تھے نبی کے نام پر مر مر کے جی لیں گے
نبی کے نام پر گر زہر بھی مل جائے پی لیں گے

پھر اس سب کے باوجود مسلمانوں کی وہ فکر کہ خط کے مختصر مضمون میں بھی بمبئی کے مسلمانوں کا ذکر کئے بغیر نہ رہ سکے۔ سچ ہے کہ وہ ذات متحرک نہیں بلکہ وہ تحریک تھی جس کے دستورِ اساسی میں صرف اور صرف مسلمانوں کی دینی ودنیوی فلاح وبہبود ہی رقم تھی۔ اسی تحریک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور سیدی مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:

''وہی بیشۂ اہل سنت کے شیر ہیں اور میدانِ حق گوئی کے مردِ دلیر ہیں۔ انھوں نے درحقیقت تم پر مذہبی احسان کیا تھا کہ تم کو وہابی ہونے سے بچایا اور میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ سو ڈیڑھ سو مولوی بھی مل کر وہ کام نہیں کر سکتے جو اللہ اور اس کے رسول کے فضل وکرم سے اکیلے مولینا حشمت علی (علیہ الرحمۃ والرضوان) نے کیا''۔ (بحوالہ ترجمان اہلسنت ونوری کرن بریلی شریف ستمبر ۱۹۶۰ء)

یوں تو میدانِ مناظرہ میں رونما ہونے والے حاضر جوابی کے واقعات کا نہ صرف یہ کہ ایک زمانہ مداح ہے بلکہ اُن میں بہت سے واقعات آج بھی زبان زدِ خاص و عام ہیں۔ اِن تمام واقعات کا اگر احاطہ کیا جائے تو مستقل ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ مگر یہاں سرِ دست صرف اُن واقعات کو بیان کرنا مقصود جو حرمین طیبین کے موقع پر رونما ہوئے۔ اور خود حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے خطوط میں تحریر فرمائے۔ یہ تمام مباحث کوئی مستقل نہ تھے۔ بلکہ مقاماتِ مقدسہ پر شرک و بدعت کی صدائیں بلند کرنے کے واسطے متعین نجدی عسکری یا دیگر سر پھروں کو درست کرنے کی خاطر بروقت عربی زبان ہی میں جو جوابات عنایت فرمائے وہ قابلِ دید ہیں۔

حضور شیر بیشۂ اہل سنت اپنے جذبۂ حق پسندی، حمایت مذہب اہل سنت اور اپنی شیرانہ صفت کے پیشِ نظر کسی بھی مردود نجدی کے خبیث اعتراض پر ساکت نہ رہ پاتے۔ اور برجستہ وہ محققانہ اور دنداں شکن جوابات اُن نجدیوں، گستاخوں پر نازل فرماتے کہ اُن خبثار کی زبان گنگ ہو کر رہ جاتی۔ نتیجۃً مبہوت ہو کر سب وشتم یا لڑائی پر آمادہ ہو جاتے۔ جس کا مشاہدہ ان خطوط کے مطالعے کے بعد آپ کو بخوبی ہو گا جو حضور شیر بیشۂ سنت نے مکۃ المکرمہ سے تحریر فرمائے۔ ملاحظہ ہو:

پرسوں حنفی مصلیٰ کے پاس بیٹھا ہوا کعبۂ معظمہ کا دیدار کر رہا تھا مولٰینا سید قاری محی الدین صاحب زید مجدہم بھی پاس ہی بیٹھے تھے۔ اشراق کا وقت تھا کہ وہی جمعراتی بھوپالی وہبڑا جس کو برادرم محمد صدیق صاحب قادری سلمہ الباری خوب اچھی طرح جانتے ہیں ایک مصری سُنّی مسلمان سے جھگڑنے لگا۔ سُنّی مسلمان مصری کہہ رہا تھا کہ ہم تو دراصل صرف حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کے دربارِ اقدس کی حاضری کے لئے آئے ہیں کعبۂ معظمہ اور اس کا حج تو حضور کے طفیل میں ہے۔ جمعراتی بھوپالی وہابی اس بے چارے مصری سے جھگڑا کرنے لگا کہ حدیث میں ہے۔ لا تشد الرحال الا الی ثلثه مساجد کجاوے نہ کسے جائیں مگر صرف تین مسجدوں کی طرف مسجد حرام اور میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ۔ لہٰذا صرف مسجد نبوی کی حاضری اور اس میں نماز پڑھنے کی نیت سے مدینہ شریف جانا چاہئے کہ اس میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔

مسجد نبوی کی حاضری کے ضمن میں روضۂ مبارک کی زیارت ہو جائے گی۔ ورنہ قبر شریف کی زیارت سے سفر کرنا حدیث شریف کی رو سے جائز نہیں۔

وہ مصری سُنّی ناخواندہ کیا جواب دیتا۔ اس سگِ بارگاہِ رضوی سے رہا نہ گیا فوراً بول پڑا کہ اس حدیث شریف میں مستثنیٰ مفرغ کا مستثنیٰ منہ اگر مکان یا شئے رکھا جائے گا کہ لا تشد الرحال الی مکان او الیٰ شیءٍ الا الیٰ ثلثة مساجد تو تجارت کیلئے بلکہ جہاد لاعلاء کلمة اللہ کے لئے بلکہ طلبِ علم دین کے لئے بلکہ بغرض حفاظتِ دین دار الحرب سے دار الاسلام کو ہجرت کیلئے سفر کرنا بھی حرام ۔ بلکہ نجدیوں دیوبندیوں کے دھرم میں شرک ہو جائے گا۔ تو ثابت ہو گیا کہ اس حدیث شریف میں مستثنیٰ منہ ہرگز عام نہیں بلکہ مستثنیٰ کی جنس ہی سے مسجد ہے۔ تقدیرِ عبارت یوں ہے:

لا تشد الرحال الیٰ مسجد الا الیٰ ثلثة مساجد

یعنی کسی مسجد کی خاص زیارت یا اس میں نماز پڑھنے کی نیت سے دور دور سے سفر نہ کرو ۔ سوا ان مسجدوں کے کہ مسجد ہونے کی حیثیت سے ہر مسجد برابر ہے۔ کسی مسجد میں کوئی خاص خصوصیت ثواب کے کم یا زیادہ ہونے کی حیثیت سے نہیں سوا ان تین مسجدوں کے کہ مسجد حرام میں ایک نماز کا لاکھ گُنا، مسجد نبوی میں پچاس ہزار گُنا اور مسجد اقصیٰ میں پچیس ہزار گُنا ثواب ہے۔ باقی تمام دُنیا کی سب مسجدیں ثواب کے لحاظ سے برابر ہیں۔

جب حدیث شریف کے صرف یہی معنی ہیں اور یقیناً صرف یہی معنی ہیں تو محبوبانِ خدا علیٰ سیدِہم وعلیہم الصلاۃ والسلام والثنا کی قبورِ مُقدّسہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا اس حدیث شریف سے کیونکر ناجائز ہو سکتا ہے۔ تم خود کہتے ہو کہ مسجد نبوی کی حاضری کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے۔
تو اس کو مسجد الٰہی نہیں کہا بلکہ مسجد نبوی کہا یعنی نبی والی مسجد تو جس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہٖ وسلم کی طرف نسبت کی وجہ سے مسجد نبوی شریف کے لئے سفر کرنا جائز و ثواب ہو گیا تو خود اس نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہٖ وسلم کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا کتنی بڑی عبادت الٰہیہ ہو گی؟

پھر میں نے باآوازِ بلند کہا:

سُنتے ہو جی! یہ کعبۂ معظمہ جس پر نظر کرنا سُنّی مسلمان کے لئے عبادتِ الٰہیہ ہے۔ ہاں! ہاں! یہ کعبۂ مقدسہ جس کا حج عمر میں ایک بار عاقل بالغ سُنّی مسلمان مستطیع پر فرض اعظم ہے۔ اس کی حقیقت ایمان والوں کے نزدیک کیا ہے؟ میرے آقائے نعمت حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں ؎

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل　　روشن انہیں کے نور سے پتلی حجر کی ہے

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ ابویہ ابراھیم الخلیل واسمٰعیل الجلیل وعلیٰ آلہ واٰلھما وسلم۔

ایک نجدی وہابی سے گفتگو میں میں نے یہ بھی کہا کہ محبوبانِ خدا اعلیٰ سیدِہم وعلیہم الصلاۃ والسلام والثنا کی یادگاریں شرک سمجھ کر اسلام میں سے اگر یکسر نکال دی جائیں۔ تو اسلام اسلام نہ رہے۔ صفا و مروہ، مقام ابراہیم، میلین اخضرین، حجر اسود، کعبۂ معظمہ سب محبوبان الٰہی کی یادگاریں ہی تو ہیں حتیٰ کہ خود قرآن عظیم بھی اپنے مُنزَّل علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یادگار قائم کئے ہوئے ہے۔

مصلیٰ مالکی کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہم چند بندگان رضوی جنۃ المعلیٰ شریف کا تذکرہ کر رہے تھے کہ ہر قوم اپنے بزرگوں کی یادگاروں کی حفاظت کرتی ہے لیکن نجدی ایسی جاہل اور وحشی قوم ہے کہ جن آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا امتی ہونے کا ادعا کرتی ہے انہیں کی تاریخی مذہبی مقدس یادگاریں ایک ایک کر کے مٹادیں۔ واحد قہار جل جلالہٗ ان کو بھی جلد مٹا کر اپنے کسی پیارے سُنّی مسلمان بندے کو خادم الحرمین الشریفین بنادے پھر اس کو دینِ اسلام و مذہب اہل سنت و احکام شریعت کے مطابق حجاز مقدس کی خدمات کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ترے حبیب کا پیارا چمن کیا برباد　　الٰہی نکلے یہ نجدی بلا مدینے سے

کچھ وہابیہ، دیوبندیہ نجدیہ سُن رہے تھے بول پڑے کہ کسی انسان کی یادگار قائم کرنا بُت پرستی ہے۔ دوسری قومیں جو کافر و مشرک ہیں وہ اگر اپنے پیشواؤں کی یادگاریں قائم کر کے اپنے کفر و شرک کا ثبوت دیں تو مُوَحِّد مسلمانوں کو ان کی نقالی کرنا کیوں کر جائز ہو سکتا ہے؟ بس اس سیاہ کار سگِ بارگاہِ

رضوی نے فوراً جواب دیا کہ آپ تشریف رکھئے! غور سے سُنئے۔ اسلام سے یادگاروں کو مٹاتے جایئے۔

صفاو مروہ، میلین اخضرین، ان کے درمیان سعی، حضرت سیدنا اسمٰعیل و حضرت سیدتنا ہاجرہ علیہ وعلیہا الصلاۃ والسلام کی یادگاریں ہیں۔

زمزم شریف حضرت سیدنا ذبیح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار ہے۔

خود کعبہ معظّمہ وحجرِ اسود شریف حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اوران سے بھی پیشتر حضرت سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی یادگاریں ہیں۔

مقام ابراہیم حضرت سیدنا خلیل جلیل علیہ الصلاۃ والسلام کی یادگار ہے۔

وقوف عرفہ حضرت سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام و حضرت خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی یادگار ہے۔

رَمیٔ جمرات و قربانی حضرت خلیل اللہ و حضرت ذبیح اللہ علیہما الصلاۃ والسلام کی بلائے مبین و ذبحِ عظیم کی یادگار ہے۔

طواف میں رَمَل و اِضطِبَاع حُضور سَیِّدُالفاتحین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی فتح مکہ معظّمہ کی یادگار ہے،

بلکہ خود نماز معراج شریف میں فرض ہوئی تو یہ بھی حضور اقدس صاحب التاج والمعراج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے معجزۂ معراج شریف کی یادگار قائم کئے ہوئے ہے،

بلکہ خود قرآنِ عظیم حضور اقدس مُنَزِّل علیه القرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر نزول قرآن پاک کی یادگار قائم فرمائے ہوئے ہے۔

تو آپ کے نزدیک اسلام بت پرستیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اپنے صاحب تسلط سلطان ابن سعود کو اس طرف توجہ دلایئے۔ ان یادگاروں کو اسلام سے مٹایئے، اسلام معاذ اللہ بُت پرستیوں سے پاک فرمایئے۔

فبهت الذی کفر واللہ لا یهدی القوم الظّٰلمین۔

جواب نہ دے پایا اور بھاگ کھڑا ہوا۔

پرسوں سہ شنبہ یکم محرم الحرام ۱۳۷۱ھ کو طواف بعد الصبح کر کے مقام ابراہیم پر نماز واجب الطواف پڑھ کر برنجی جالیوں کو جس کے اندر مقام ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم رکھا ہوا ہے بوسہ دینے لگا۔ایک بگڑ گیا۔ کہنے لگا **تقبل الحدید والحجران ھذاشرک عظیم** (لوہے اور پتھر کو تم چومتے ہو یہ بڑا شرک ہے)

میں نے کہا **نحن لا نقبل الحدید والحجر انما نقبل ماله النسبة الیٰ حضرة سیدنا ابراھیم الخلیل علیه الصلاة والسلام** ۔یعنی ہم لوہے پتھر کو نہیں چومتے ہم تو اس نسبت کو بوسہ دیتے ہیں جو اس کو حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلاۃ والسلام سے حاصل ہے۔

نجدی بولا: **او ھذا المقام ھو معبودک**؟ کیا یہ مقام ابراہیم ہی تمہارا معبود ہے؟

میں نے کہا: **او ھذہ الکعبة ھی معبودک**؟ کیا یہ کعبہ معظمہ ہی تیرا معبود ہے؟

نجدی بولا: **معبودی ھو الله رب الکعبة** میرا معبود وہ اللہ ہے جو کعبہ کا رب ہے۔

میں نے کہا **معبودنا ھو الله رب المقام ورب الکعبة ورب ابرھیم** ہمارا معبود وہ ہے جو مقام ابراہیم کا رب ہے، جو کعبہ کا رب ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رب ہے۔

نجدی بولا: **سلم انت علیٰ ھٰذا المقام** تم سلام کرو اس مقام ابراہیم کو

میں نے کہا: **فسلم انت علیٰ ھٰذہ الکعبة** تو اس کعبہ کو سلام کر!

نجدی بولا: **تقبیل غیر الکعبة شرک** کعبہ کے سوا کسی کو بوسہ دینا شرک ہے۔

میں نے کہا: **فالتقبیل عندکم عبادة خاصّة للمعبود لا تجوز ان تکون غیر المعبود فثبت ان الکعبة المعظمة معبودکم** تو چومنا تم وہابیوں کے نزدیک معبود کی عبادت خاص ہوئی کہ غیر معبود کے لئے جائز نہیں تو ثابت ہوا کہ کعبۂ معظمہ ہی تم نجدیوں وہابیوں کا معبود ہے؟

نجدی بولا: **لاحول ولاقوۃ الاباللہ**۔

میں نے کہا: **لاحول ولاقوۃ الاباللہ** پھر میں نے کہا **اسمع کلامی ھل یجوز تقبیل**

غلاف الکعبۃ الشریفۃ۔ میری بات سُن کیا کعبہ معظّمہ کے غلاف کو چومنا جائز ہے؟
نجدی بولا: نعم ہاں جائز ہے۔
میں نے کہا:

فانظر الیٰ الغلاف ای شیئٍ ھو انما ھو القطن والابریسم نُدِ فاثم نُسِجَا ثم خیطا فصار غلافا ثم اُلقی علیٰ الکعبہ المکرمۃ فَلِمُجَاورۃ الکعبۃ المعظمۃ حَصَلَتْ لہٗ العظمۃ والکرامۃ وبعد ھٰذا جاز تقبیل ھٰذا الغلاف ایضاً فالتعظیم للنسبۃ التی حَصَلَتْ لَہٗ الیٰ الکعبۃ المقدسۃِ والکعبۃ انما ھی بیت بناھا سیدنا خلیل علیہ الصلاۃ والسلام للطائفین والعاکفین والقائمین والراکعین والساجدین وھٰذا مقامٌ قَامَ علیہ سیدنا الخلیل علیہ الصلاۃ والسلام لِبنَاءِ الکعبۃ المشرفۃ فحصلت لِکَلَیھما النسبۃ الیٰ سیدنا ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام ونحن نعلم بالضرورۃ ان الحجر الاسود الشریف انما ھو یاقوتٌ من یواقیت الجنۃ لا ینفع ولا یضر الا باذن اللہ تعالیٰ ونحن انما نقبلہ لانا علمنا یقینا ان سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وسلم قَبَّلَہٗ وقد قال اللہ تعالیٰ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلًّی۔

فثبت بھٰذہٖ الایۃ الکریمۃ ان لھٰذا المقام ایضاً مزیۃ وشرفا وکرامۃ عنداللہ تعالیٰ فتعظیمہ وتقبیلہ ایضاً عبادۃ للہ تعالیٰ ان تقبیل الحجر الاسود واستلامہ عبادۃ للہ تبارک وتعالیٰ۔

یعنی دیکھ! کہ غلاف کعبہ کیا چیز ہے وہ روئی وریشم ہے کہ دونوں دھنکے گئے پھر بُنے گئے پھر سیئے گئے تو غلاف ہو گیا پھر وہ کعبہ مکرمہ پر ڈالا گیا تو کعبۂ معظّمہ کی مجاورت سے اس غلاف کو عظمت و بزرگی حاصل ہوئی اور اس کے بعد اس غلاف کو چومنا بھی جائز ہوا تو تعظیم اس نسبت کے لئے ہے جو اس غلاف کو کعبہ مقدسہ سے حاصل ہوئی اور کعبہ خود ایک گھر ہے جس کو حضرت سیدنا خلیل علیہ الصلاۃ والسلام نے طائفین وعاکفین وراکعین وساجدین کے لئے بنایا اور یہ مقام جس پر حضرت ابراہیم علیہ

السلام کعبہ مشرفہ بنانے کے لئے تشریف فرماہوئے تو ان دونوں کعبہ اور مقام ابرہیم کو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام سے نسبت حاصل ہوئی۔ اور ہم خوب یقین سے جانتے ہیں کہ حجر اسود شریف جنت کے یاقوت میں سے ایک یاقوت ہے نہ کوئی نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔

اور ہم حجر اسود کو بوسہ دیتے اور چومتے ہیں کیونکہ ہم کو علم ہے کہ یقیناً حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کو بوسہ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مقام ابراہیم کو مصلیٰ بناؤ تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اس مقام کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرف وعظمت وبزرگی ہے اور اس کی تعظیم اور اس کو چومنا بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے جس طرح حجر اسود کو چومنا اللہ کی عبادت ہے۔ نجدی اس کا کچھ جواب نہیں دے سکا۔

کچھ مصری یمنی حضرات جمع ہو گئے تھے۔ ٹوٹی پھوٹی عربی زبان میں میری گفتگو کو سمجھ رہے تھے۔ مرحبا مرحبا اور کلمات تحسین کہتے ہوئے مجھ کو اس مجمع سے نکال لائے۔

مسجد سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا لیکن افسوس کہ اس کا دروازۂ اقدس پتھر چونے سے تیغا کیا ہوا پایا۔ اندر حاضری سے محروم رہا۔ وہاں سے مقام شق القمر کی زیارت کے لئے جانے لگا۔ نجدی عسکریوں نے روکا کہنے لگے **شرک شرک الحجارة التی تقبلونها ماهی الا الاصنام** ۔ یہ شرک ہے، شرک ہے، شرک ہے۔ یہ پتھر جنہیں تم لوگ چوم رہے ہو۔ یہی بت ہیں۔

میں نے کہا **نحن بفضل الله تعالیٰ سبحنه وتعالیٰ موحدون لانشرک بالله تعالیٰ شیئاً ولانعبد الاایاه مخلصین له الدین حنفاء انمانریدان نذهب ونزور المقام الذی قام فیه رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وعلیٰ آله وسلم وشق القمر باذن ربه سُبحٰنهٗ وتعالیٰ ونرجع** ۔

یعنی ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے موحد ہیں نہ ہم کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا شریک مانتے ہیں اور

نہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پوجتے ہیں۔ صرف اسی پر عقیدہ رکھتے ہیں ایک طرف ہو کر۔ ہمارا ارادہ یہ ہے کہ وہاں جائیں اور اس مقدس مقام کی زیارت کریں جہاں تشریف فرما ہو کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اللہ کے حکم سے چاند کے ٹکڑے کئے۔ وہاں کی زیارت کر کے واپس آجائیں۔ جب بہت کچھ اُن سے کہا تو کہنے لگے بخشش بخشش میں نے کہا **نعطیکم البخشش** ہم تم کو بخشش دیں گے۔ کہنے لگے **من کل واحد واحد ریال** ہر شخص کی طرف سے ایک ایک ریال۔ اب میں نے کہا **ھل یجوز عندکم الشرک بریال واحد۔ الریال الواحد قیمة الشرک و ثمنه لَدَیکم یکون الشرک مباحاًھکذامذھبکم وھذا ھو دینکم فلعنة اللہ تعالی علیٰ شرِّ کم وعلیٰ شرککم** کیا تمہارے نزدیک ایک ریال میں شرک جائز ہے یہ ایک ایک ریال شرک کی قیمت ہے اور اس کا ثمن تمہارے دھرم میں ایک ریال ہے کہ وہ مل جائے تو شرک مباح ہو جائے۔ ایسا گھنونا تمہارا مذہب ہے اور یہ تمہارا دھرم ہے اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو تمہارے شر وفتنہ پر اور تمہارے شرک پر۔

وہ نجدی مار پیٹ پر آمادہ ہو گئے۔ جو برادرانِ اہل سنت سلمہم ربہم ہمراہ آئے تھے مجھ کو زبردستی وہاں سے ہٹا لائے۔

طواف سے فارغ ہو کر ایک دکان پر باب العمرہ میں ٹھہرے۔ وہاں سے روغن زیتون لینا تھا میرے منہ سے حسب عادت **یارسول اللہ** نکلا۔ تین وہابی دکان کے آگے کرسیوں پر بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ چلانے لگے **ھٰذا شرکٌ قل یااللہ ولاتقل یارسول اللہ** یہ شرک ہے یا اللہ کہو یا رسول اللہ مت کہو۔ میں نے کہا **نحن نقول یااللہ ونحن نقول یارسول اللہ ھٰذان النداء ان کلاھما من دیننا وایماننا** ۔ ہم یا اللہ بھی کہتے ہیں اور ہم یا رسول اللہ بھی کہتے ہیں یہ دونوں ندائیں ہمارا دین اور ہمارا ایمان ہیں۔ **اللہ تبارک وتعالیٰ ھو المعطی المغنی وسیدنارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ھو وسیلتنافی الدارین الی اللہ تعالیٰ وقد قال اللہ تبارک وتعالیٰ یآ یھاالذین آمنو اتقو االلہ وابتغواالیہ الوسیلة فنحن**

نقول یارسول الله ونبتغی الیٰ ربناالوسیلة ۔

اللہ تعالیٰ ہی دینے والا اور دولت مند بنانے والا ہے اور ہمارے حضور سرورانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور دونوں جہان میں ہمارے وسیلہ ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کے حضور وسیلہ تلاش کرو تو ہم یارسول اللہ کہتے ہیں اور اپنے رب کے حضور وسیلہ چاہتے ہیں۔

ان تین میں کاایک بولاانت تفهم معنی الوسیلة والوسیلة لیس بمخلوق یبتغی وانما الوسیلة هی الاعمال الصالحة من الصلاة والصبر والصیام والزکاة والحج وغیرها من العبادات والطاعات ۔تم نے وسیلہ کے معنی نہیں سمجھے اور وسیلہ کوئی مخلوق نہیں جس سے چاہا جائے وسیلہ تو یہی نیک اعمال ہیں ۔ نماز، صبر اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج وغیرہا عبادات وطاعات سے۔

میں نے کہاانماالاعمال الصالحة هی من الاعراض والافعال التی لاتقوم الابذواتِ عبادالله الصالحین ولاتصدرُالاعن ذواتهم بخلق الله تعالیٰ وکسبهم اذاکانت افعال الصالحین وسیلة الی الله تعالیٰ فکیف لاتکون ذوات الصالحین وسیلة الی الله تعالیٰ وقد قال سبحٰنه وتعالیٰ: اولٰئک الذین یدعون یبتغون الیٰ ربهم الوسیلة ایهم اقرب ویرجون رحمتهٗ ویخافون عذابه ط والاعمال الصالحة لاتطلق علیها قط انهاایهم اقرب ومرجع ضمیر الغائب فی هٰذه الاٰیة الکریمة لیس الاالانبیاء والملٰئکة علیهم الصلاة والسلام فمن هواقربهم الی الله تعالیٰ سِویٰ سیدنا محمدرسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وعلیٰ آله وسلم فهووسیلة الانبیاءِ والملٰئکة علیهم الصلاة والسلام الیٰ ربهم تبارک وتعالیٰ فنحن نؤمن بفضل الله تعالیٰ بجمیع آیاته ونقول یاالله ونقول یارسول الله۔

نیک اعمال سب اعراض ہی ہیں اور یہ تمام افعالِ صالحہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی ذواتِ

مقدسہ کے ساتھ قائم ہیں اوران ہی کی ذوات مبارکہ سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق اوران کے کسب سے صادر ہوتے ہیں تو جب صالحین نیکوکاروں کے افعال اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ قدس میں وسیلہ ہیں تو ذوات صالحین کیونکر اللہ کے دربار میں وسیلہ نہ ہوں گے! اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا کہ وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں ان میں کون زیادہ مقرب ہے اس کی رحمت کی امید رکھتے اوراس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ اور نیک عملوں پر ہرگز یہ اطلاق نہیں کیا جاتا کہ ان میں سے کون سا زیادہ قریب ہے اور مرجع ضمیر جمع غائب کا اس آیت کریمہ میں صرف حضرات انبیائے کرام وملائکہ عظام علیہم الصلاۃ والسلام ہیں تو ان حضرات کرام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سوا کون اقرب ہے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اور حضور والا ہی حضرات انبیائے کرام اور ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام کے وسیلہ ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور میں بس ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تمام آیاتِ قرآنیہ پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم کہتے یا اللہ اور ہم کہتے ہیں یارسول اللہ۔

کہنے لگے **قل الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔ الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ** کہو۔

میں نے کہا **نحن نقول الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ اٰلک یارسول اللہ ونحن نقول المدد یارسول اللہ ونقول الغیاث یارسول اللہ ونقول المستغاث یارسول اللہ ونقول اسألک الشفاعۃ یارسول اللہ**۔ کہ ہم الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک یارسول اللہ بھی کہتے ہیں اور المدد یارسول اللہ بھی کہتے ہیں اور الغیاث یارسول اللہ بھی کہتے ہیں اور المستغاث یارسول اللہ بھی کہتے ہیں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ یارسول اللہ آپ سے شفاعت کے طلب گار ہیں۔

لاجواب ہوکر خبثار شور مچانے لگے۔

(ماخوذ از مکتوباتِ مبارکہ)

حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ سنت کی خداداد صلاحیت، شوکت وعظمت، مثلِ ذوالفقارِ حیدری دشمنانِ خدا اور سول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شدت وغلظت اور اُن سب کی بنا پر چہار دانگ عالم میں شہرت اغیار تو اغیار کچھ اپنوں میں بھی حسد کی وجہ بنی۔ یہی سبب ہے کہ آپ کو بہت القابات کے ساتھ ایک لقب ''محسود المعاصرین'' سے بھی یاد کیا گیا۔ اپنوں کا حسد وہ شئے ہے جس کا انسان چاہ کر بھی مقابلہ نہیں کر پاتا۔ اور اُس کا وجود مختلف اجزا میں بکھر جاتا ہے۔ آپ نے کبھی اپنوں کی طعن وتشنیع کا جواب نہ دیا۔ بلکہ ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

''فقیر کے شاگرد فقیر کے مسترشد سلمہم ربہم فقیر کو جو کچھ بھی برا کہیں فقیر تو اپنے آپ کو خوب جانتا ہے کہ فقیر اس سب سے بھی زیادہ برا ہے۔ فقیر ان سب بدگوئیوں کو لوجه المولیٰ تعالیٰ ولمرضاة حبیبه صلی المولیٰ تعالیٰ علیه وعلیٰ آله وسلم خلوصِ قلب کے ساتھ قطعاً معاف کرتا ہے۔ تم سب لوگ بھی ان باتوں کی کچھ پرواہ ہرگز نہ کرو''۔

موقع کے لحاظ سے مناسب ہے کہ اس مقام پر حضور محدث اعظم ہند سید محمد صاحب قبلہ اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کا قول نقل کیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں:

''مولینا (حضور شیر بیشۂ سنت) کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اُن کو محسن کشوں سے بڑا ساتھ پڑتا رہا، مگر صلابتِ ایمانی کا جبل شامخ اور صبر ورضا کا یہ کوہِ گراں کبھی نہ اُس سے گھبرایا اور سلفِ صالحین کا اُسوۂ حسنہ بنا رہا''۔ (مظہر اعلیٰ حضرت علماء ومشائخ کی نظر میں ص ۳۱)

اور دوسرے خط میں حضور شیر بیشۂ سنت فرماتے ہیں:

''کسی سُنی کو مخالف نہ بناؤ۔ نہ کسی مخالف کی مخالفت کا جو سُنی ہو مقابلہ کرو بس خدمات سُنیّت ورضویت کو ہی اپنا نصب العین رکھو۔ خدا ورسول جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم غوث پاک واعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہما اپنے فضل وکرم وعون وامداد کے ساتھ دارین میں ہمیشہ ہمارے اور تمہارے ساتھ رہیں گے۔ آمین۔

یہی وجہ ہے کہ شہزادۂ حضور محدث اعظم ہند یوں نغمہ سرا ہوئے ؎

حشمت دینِ متین دانائے کیف و کم ہوا
پاسبانِ حق ہوا اسرار کا محرم ہوا
دشمنوں میں بن کے چمکا ذوالفقارِ حیدری
اور جب اپنوں میں پہنچا پیار کی شبنم ہوا

اور اگر اسی شبنم محبت کو مزید دیکھنا ہے تو حضور مجاہدِ ملت علیہ الرحمہ کے ان جملوں کو دیکھو۔ خود ہی پکار اُٹھو گے ع ''خدا جانے کہ کتنی خوبیاں تھیں پاک ہستی میں''

''جہاں حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت **اشداء علی الکفار** کے رنگ میں مشہور تھے وہیں **رحماء بینھم** کا یہ حال تھا کہ فقیر ایسے ناکارہ پر اتنی رحمت اور اتنی ذرہ نوازی فرمائی''۔ (مظہر اعلیٰ حضرت علماء و مشائخ کی نظر میں ص ۳۵ و ماہنامہ پاسبان الہ آباد)

حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ سنت کی ذات مرجع العلماء والعوام تھی۔ جس کا اندازہ آپ کو فتاویٰ حشمتیہ کے مطالعہ کے بعد خوب خوب ہو جائے گا۔ آپ کی مصروفیات اس قدر تھیں جس کا تجزیہ آپ اس سے کر سکتے ہیں کہ چھ چھ ماہ تبلیغ دین حق کی بنا پر گھر سے باہر رہا کرتے تھے۔ اور رنگون و برما میں وہابیوں کے مولوی عبدالشکور کاکوروی کے فتنے کو دفع کرنے کے لئے مسلسل دو سال سے زائد احقاق حق و ابطال باطل فرما کر واپس ہوئے تھے۔ محض ۶۱ رسالہ زندگی میں ۲ رسال شب و روز مسلسل گھر کو چھوڑ کر تبلیغ دین کرنا اسی فکر کا عندیہ تھا۔

پسِ مُردن ہے وعدۂ دیدار
شوق جینے کا کیا کرے کوئی

ایک خط میں اپنی مصروفیات کا یوں ذکر کرتے ہیں:

''عزیزی علمبردار سُنّیت سلمہٗ ربہٗ کا ایک طویل و مبسوط خط ساڑھے نو صفحے کا وصول ہوا۔ مجھ جیسا کاہل و کمزور و سست و بے فرصت شخص استفتاؤں کے جوابات لکھے یا بدمذہبوں بے دینوں کی خباثتوں کا رد کرے یا ضروری خطوط کے جوابات دے یا اپنے شاگردوں مسترشدوں کی ان عنایات

کا تحریری شکریہ بجالائے۔ بس حضور غوث اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی سرکار میں وہی عرض کرتا ہوں جو حضور اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ؎

تو قوت دے میں تنہا کام بسیار　　بدن کمزور دل کاہل ہے یا غوث"

گھر بار بچوں سے قربت کتنی میسر آتی تھی اس خط سے اندازہ کیجئے:

" عسکری رضا شفاہ ربہٗ تعالیٰ کو اس وقت بھی شدید بخار ہے۔ یہ بچہ مجھ سے مانوس بھی بہت زیادہ ہے۔ وہابیہ دیوبندیہ خذلھم الواحد القہار نے مجھ پر فیض آباد کی کچہری میں دفعہ ۱۵۳؍ الف دفعہ ۲۹۸؍ و دفعہ ۵۰۰؍ کے تحت جو استغاثہ دائر کیا ہے اس کی پیشی سہ شنبہ سوم ذی الحجہ الحرام ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۹؍ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو مقرر ہے مجبوری ہے ان کو اور سب اہل وعیال سلمہم ربہم کو خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وحضور سیدنا الغوث الاعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے لطف وکرم وفضل کے سپرد کر کے آج کا دن گذر کر شب کے بارہ بجے کی گاڑی پر بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فیض آباد جا رہا ہوں وحسبنا ربنا ونعم الوکیل"۔

ایک جانب وقتاً فوقتاً کتب ورسائل کی تالیف وتصنیف واستفتاؤں کے جوابات تو دوسری سمت ہندوستان بھر میں جلسوں جلوسوں اور مناظروں میں وہابیہ دیابنہ کفار پر عتاب پھر کچہریوں میں وہابیہ کی جانب سے دائر مقدمات پر گہری نظر ہے۔ تو مسلمانوں کے فلاح و بہبود کی بھی فکر ہے۔ یہ وہ چند گوشے ہیں جن میں ہر ایک پر اگر سوڈیڑھ سو سے زائد علماء کو لگایا جائے تو شاید اس کا عشر عشیر نہ ہو پائے جو تنہا حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کر گئے۔ باوجود اس کے کہ یہ گوشے حضور شیر بیشۂ اہل سنت کی پوری زندگی کو محیط نہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی آپ بہت سے دینی، مسلکی اور ملی امور میں سرگرم عمل رہے ہیں۔

امام عشق ومحبت سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے اکتسابِ فیض کرنے والوں میں بہت سے وہ لوگ بھی ہیں جو بعدِ فراغت یا جوانی کی عمر میں آئے مگر حضور شیر بیشۂ اہل سنت زمانۂ طالب علمی بچپنے کے دور سے ہی آپ کی قربت وصحبت میں رہے۔ ظاہر ہے گل سے قربت جتنی زائد ہو خوشبو اتنی

ہی زیادہ حلول کرے گی۔ بقول حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ والرضوان ؎

بگفتا من گلے ناچیز بودم　　ولیکن مدتے با گل نشستم
جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اس اعتبار سے حضور شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت کی ذات بابرکات فضل وکمال میں ممتاز ومنفرد نظر آتی ہے۔ **ذالک فضل اللہ یعطیہ من یشاء۔**

حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت فنافی الشیخ کی اس اعلیٰ منزل پر فائز تھے جس کی نظیر آپ کو محبوبِ الٰہی حضور خواجہ نظام الدین اولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حضرت امیر خسرو کی شکل میں نظر آئے گی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ بارگاہِ اعلیٰ حضرت سے ہزارہا انعاماتِ خسروانہ واکراماتِ شاہانہ وناز برداریوں سے مستفیض ومستفید ہوتے رہے۔

آپ کی ان عظیم قربانیوں اور احقاقِ حق وابطال باطل اور دین وسُنّیت پر مر مٹنے کے جذبۂ صادقہ کے پیش نظر اکابر واعاظم اہل سنت نے مظہر اعلیٰ حضرت ونمونۂ شدت حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) واعلیٰ حضرت (قدس سرہٗ) وغیرہما جیسے مبارک القابات سے سرفراز فرمایا۔

آپ کو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ نے محض ۱۹ رسال کی عمر میں اپنا جانشین وخلیفہ بنا کر ہلدوانی میں اشرفعلی تھانوی کے خلیفہ یاسین خام سرائی سے مقابلہ ومناظرہ کے لئے رخصت فرمایا، تو کہیں ''ولد مرافق وغیظ المنافق'' جیسے القابات کے ساتھ مشرف فرمایا، کہیں اپنا رفیق سفر بنایا۔

انہیں عنایات ونوازشات خسروانہ اور تبلیغ عارفانہ کی بنا پر حضور مفتی اعظم ہند جیسی عظیم المرتبت شخصیت نے بھی خود اپنے مبارک قلم سے آپ کو ''مظہر اعلیٰ حضرت'' لکھ کر قیامت تک کے تمام حاسدین ومعاندین کے منہ میں پتھر دے دیا کہ اے جاہلو! تم اس شیر حق کی عظمت و رفعت کو کیا سمجھو، یہ تمہاری محرومی ہے کہ تم نہ سمجھے، تو نا سمجھوں سے نہ سمجھو۔ ہم جیسے عارفانِ حق سے سمجھو کہ وہ شیر بیشۂ سنت ہیں، وہ مظہر اعلیٰ حضرت ہیں۔

میرے والدِ ماجد شہزادۂ شیر بیشۂ سنت مفتی اعظم شہر پیلی بھیت شریف حضرت علامہ مولینا مفتی محمد معصوم الرضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ حضور شیر بیشۂ سنت نے اپنی زندگی کے آخری عرس رضوی کے موقع پر سخت علیل اور صاحب فراش ہونے کے باوجود اپنے تمام صاحبزادگان کے ہمراہ عرسِ رضوی میں شرکت کے لئے بریلی شریف جانے کا ارادہ فرمایا۔ تو عزیز و اقارب و حضرت کے معالجین نے منع کیا کہ آپ کی نقاہت و علالت کسی طرح سفر کی اجازت نہیں دیتی حضرت نے نمناک آنکھوں کے ساتھ فرمایا نہیں معلوم کہ اب زندگی کے کتنے دن اور باقی ہیں کم از کم اپنی زندگی میں اپنے بچوں کو اپنے مرشدِ برحق کے آستانہ کی زیارت کرادوں۔ والد صاحب قبلہ فرماتے ہیں بارگاہِ اعلیٰ حضرت میں ہم لوگ اس طرح حاضر ہوئے کہ دو لوگ حضرت کو دائیں و بائیں سے پکڑے رہتے اور ہم لوگ حضرت کی اُنگلیاں پکڑے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ اور پھر صفر المظفر کے بعد وصال سے چار ماہ قبل رمضان المبارک میں بار بار یہی فرماتے تھے کہ اب تو بس یہی تمنا ہے کہ کسی طرح مدینۂ طیبہ پہنچ جاؤں، وہاں کی خاک سے شفا حاصل کرآؤں۔ اسی تمنا کی تکمیل کے لئے حضور محبوبِ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کو سفر کے اخراجات و ضروریات کے تعلق سے یہ خط تحریر فرمایا:

”تکیوں سے ٹیک لگا کر یہ خط بمشکل یہ دعا نامہ لکھ رہا ہوں۔ دیوار یا کسی آدمی کا سہارا لے کر نماز کے فرائض و واجبات ادا کر لیتا ہوں، کمزوری بہت بڑھ گئی ہے۔ حکیم (سید ایوب علی) صاحب شاید پندرہ شوال تک آسکیں۔ تفصیل کر کے لکھو کہ ہوائی جہاز سے اگر حاضری سرکار حرمین طیبین بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ارادہ ہو جائے، تو زیادہ سے زیادہ کتنے مصارف ہوں گے اور کم از کم کس تاریخ تک بمبئی پہنچنا ضروری ہوگا کہ پاسپورٹ اور انجکشن اور ٹیکے کے مراحل بھی وہیں بآسانی ہو جائیں یا کوئی صاحب طے کرادیں۔ کیا کروں۔ اب تو یہ تمنا ہے:

وہ سنگِ در ہو اور یہ سر ہو اور وہ سنگِ در
رضاؔ وہ بھی اگر چاہیں تو اب دل میں یہ ٹھانی ہے

وہاں کا جینا تو جینا ہے، اور اسلام و سنیت پر وہاں مرنا تو ایسی نعمت ہے، جس پر ہزاروں

زندگیاں قربان۔رزقنا المولیٰ تعالیٰ هٰذه النعمة الکبریٰ بحرمة حبیبه صلی المولیٰ تعالیٰ علیه وعلیٰ آلہٖ وسلم"۔

دوسری طرف حضرت مولٰینا ملک نیاز احمد صاحب علیہ الرحمہ (دامادِ حضور شیر بیشہ سُنت) کو یہ تحریر فرماتے ہیں:

ارادہ تھا کہ پانچ ہزار روپے قرضِ حَسَن مل جائیں تو بحری جہازوں کی سیٹیں سب پُر ہو چکی ہیں مگر ایک تیماردار مددگار کو ہمراہ لے کر ہوائی جہاز سے حاضرِ سرکار ہو جاؤں۔ مکۂ مُعظمہ میں بیرِ زمزم شریف کا اور سرکارِ اعظم مدینۂ طیبہ نبیٔ اکرم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میں بیر روحا شریف کا مبارک پانی خوب پی پی کر وہاں کی مبارک ہواؤں وہاں کی مقدس خاک سے بعونہٖ تعالیٰ وبعون حبیبہٖ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بہت ہی جلد شفائے تام کامل حاصل کروں، پھر یہاں واپس ہو کر جس قدر بھی جلد سے جلد ہو سکے بفضلہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہٖ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم قرضِ حَسَن ادا کروں۔ مگر ع .... "اے بسا آرزو کہ خاک شُدہ"

افسوس کہ سید صاحب سلمہٗ ربہٗ کو میری شامت معاصی کے سبب پانچ ہزار روپے وصول کرنے میں کامیابی نہ ہو سکی۔ اور میں اس شرف سے محروم رہ گیا۔ انا للمولیٰ سُبْحٰنَهٗ وتعالیٰ وانا الیه راجعون۔ آہ ؎

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں — حسرت آتی ہے یہ پہنچا میں رہا جاتا ہوں

افسوس ؎

قافلے نے سوئے طیبہ کمر آرائی کی — مشکل آساں الٰہی میری تنہائی کی

صد آہ ؎

پر نہیں جو اُڑ کر آؤں یا نبی — زر نہیں جس کو اُڑاؤں یا نبی

صلی المولیٰ تبارك وتعالیٰ علیك وعلیٰ آلك واصحابك وابنك الغوث الاعظم واحزابك وبارك وسلم۔

والد صاحب قبلہ بتاتے ہیں کہ جب کہیں سے انتظام نہ ہوسکا تو حضور مشاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان سے فرمانے لگے کہ بھیا یہ زمین اور جائداد بیچ دو چلو اب مدینۂ طیبہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہی زندگی کے باقی ایام گزاریں گے، وہیں جئیں گے اور وہیں موت کا مزہ چکھ کر اُس اصل زندگی سے مِل جائیں گے جس پر ہزاروں زندگیاں رشک کریں۔ حضور مشاہد ملت علیہ الرحمہ نے فرمایا "حضرت اور یہ جو آپ کا اتنا عظیم کتب خانہ ہے اُس کا کیا ہوگا؟" فرمایا کتابیں علماء میں تقسیم کردو پھر کچھ یاد آتے ہی تڑپ کر معافرمایا مگر میرے مُرشدِ برحق امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی کتابیں ساتھ رکھ لینا۔ اتنا فرما کر زار و قطار رونے لگے۔

جامی رود از چشم ما جلوہ نما بہر خدا　　　جانٍ و دلم ہردو فدا جاناں توئی جاناں توئی

اور پھر ۸ر محرم الحرام ۱۳۸۰ھ علی الصبح حضور مشاہد ملت کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ میرے بعد باقی بچوں کو دین ہی کا خادم بنانا، میرے وصال کے بعد دنیائے وہابیت و دیوبندیت یہ کہنے نہ پائے کہ ایک رضا کا شیر تھا چلا گیا بلکہ کہے کہ ایک گیا تو چھ کو ہم پر مسلط کر گیا۔ اور بہت سی وصیتیں و نصیحتیں کرنے کے بعد آنکھیں بند کر کے خاموشی اختیار فرمائی۔ مگر ہونٹ بدستور ہل رہے تھے۔ حضور مشاہد ملت نے لبوں کے پاس کان کئے تو یٰسین شریف تلاوت فرما رہے تھے۔ ایک عجیب سماں تھا جس کو بیان کرنے سے زبان و قلم قاصر ہیں۔ قریب ۱۰ ر بج کر ۲۰ ر منٹ پر لبوں کی حرکت یکسر موقوف ہوگئی۔ شاید وہ یٰسین شریف کی تکمیل کا وقت تھا۔ حضور مشاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے نبض پر ہاتھ رکھا تو علم و فضل کا وہ آفتاب و ماہتاب ہمیشہ ہمیش کے لئے غروب ہو چکا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہر آنکھ نمناک تھی تو ہر دل غمزدہ تھا۔ بقول حضرت پاسبانِ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان ؎

مسندِ رازی غزالی آج سونی ہوگئی　　　ان کی ہر ہر بات کا وہ نکتہ داں جاتا رہا

اہل سنت کا امیر کارواں جاتا رہا　　　مظہر احمد رضا سوئے جناں جاتا رہا

آپ نے تحریر اَدہ نقوش چھوڑے جو تا قیام قیامت اہل سنت کو راہِ نجات اور وہابیوں دیوبندیوں مرتدوں پر سنگ دجحر کی برسات کرتے رہیں گے۔

آج بھی آپ کے مزار پاک کے احاطے میں لگی تختی پر نواسۂ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کا یہ شعر حضور اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کے روحانی فرزند کی بارگاہ کے یوں آداب سکھلاتا ہے ؎

آنے والے آ مگر آباادب ہوشیار باش　　یہ متاعِ اہل سنت کا مزارِ پاک ہے

بات بہت طویل ہوگئی۔ باوجود اس کے عنانِ قلم روکے نہیں رُکتا ہے۔ اور کیوں رُکے کہ اُن جانثاروں کی حیات طیبہ کا بیان بھی عبادت ہے، جو اپنی پوری متاعِ حیات اہل سنت ہی پر خرچ کر گئے اور یہی درس دیتے رہے کہ وہابیوں دیوبندیوں کفار و مرتدین سے منھ موڑ لے اُن کفار و مرتدین کا ساتھ چھوڑ کر سچا سُنّی مسلمان ہولے۔ اپنی ہڈی بوٹیوں کو ہمیشہ کے بھڑکتے ہوئے جہنم سے ہمیشہ کیلئے بچالے، کفار و مرتدین کے کفری سائے سے نکل کر مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دامنِ کرم کے سایۂ رحمت میں پناہ لے۔

پیارے حبیب کو پکار پیارے نبی کا نام لے
دامن مصطفیٰ میں آ پائے رسول تھام لے

دعا ہے کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے صدقے وطفیل اس مجموعۂ خطوط کو ہر دو خاص وعام میں مقبول فرمائے۔ اور ہمیں بزرگانِ دین کے مسلک ومشرب پر گامزن فرمائے اور جمیع فرقہائے باطلہ کے مکر وشر وکید وفتنوں سے محفوظ ومامون فرمائے۔

آمین بحرمہ حبیبہ الاکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہٖ اجمعین وبارک وسلم

(ماخوذ از مکتوبات مظہر اعلیٰ حضرت جلد اول)

”حضور شیر بیشۂ اہلسنت“

ذات ایک
جلوے ہزار

۷۸۶
۹۲

اس عالم رنگ و بو میں مختلف انواع واقسام کے پھول کھلتے ہیں اور چمن کو زینت بخشتے ہیں مگر وہ پھول جس سے چمن ہی نہیں دامن کوہ بھی مہکے وہ کبھی کبھی کھلتا ہے۔ کسی نے اچھا کہا۔ ؎

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

یعنی امام المناظرین غیظ المنافقین کنز الکرامت جبل الاستقامت حضور سید ناسرکار شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو گلشن رضا کی زینت، بزم رضویت کے روح رواں، مسند رازی وغزالی کے نکتہ داں، فقہ ابوحنیفہ کے راز داں تھے۔ چونکہ یہ پھول صرف خوش رنگ ہی نہیں بلکہ اس پھول میں تمام پھولوں کا رنگ اور تمام پھولوں کی خوش بو تھی۔

گویا وہی ایک پھول جان چمن اور حاصل چمن تھا، یعنی وہی فقیہ بھی، محدث بھی، مفسر بھی، منطقی بھی، فلسفی بھی، نحوی بھی، صرفی بھی اور جس سے دنیا نے انہیں جانا یعنی "مناظر" بھی بلکہ یوں کہئے کہ مناظر اعظم علی الاطلاق بالاتفاق تھے۔ اور مناظرہ کی حالت یہ تھی کہ اگر چاہتے تو ایک لفظ پر مناظرہ ختم کر دیتے، آج مناظرہ کا نام لے لو تو لوگوں کے ہوش اڑ جاتے ہیں، اور وہ مناظرہ سنتے تو سکون مل جاتا۔ آج مناظرہ سن کر بے چین و مضطرب ہو جاتے ہیں اور وہ جب مناظرہ سنتے تو ایسا خوش ہوتے جیسے شیر کو شکار مل گیا ہو۔ بہر کیف آیئے انہیں جلوؤں کا نظارہ کیجئے۔

کیا بات ہے تجھ میں کہ تو ہے جامع اوصاف

شیر سنت اور علم نحو

میں نے مقدمہ میں بتایا کہ شیر سنت ایک ایسی ذات کا نام ہے جس میں ہزاروں جلوے ہیں۔ آیئے انھیں جلووں میں سے پہلے علم نحو کا جلوہ دیکھئے۔

ہلدوانی کے مناظرہ میں خام سرائی " نے " حسام الحرمین " کی ایک عبارت کا یہ حصہ پڑھا اور کہا دیکھئے لکھتے ہیں کہ۔ صُنِّفَ رُسَیْلِیَۃً۔

شیر سنت نے فرمایا ذرا اوپر سے پڑھئے خام سرائے اوپر سے پڑھنا شروع کرتے ہیں۔

وَمِنْ کبراء ھولاء الوھابیۃ الشیطانیۃ رجل اٰخر من اذناب الگنگوھی یقال لہ اشرفعلی التانوی "صَنَّفَ رُسَیْلِیَۃً "

شیر سنت نے فرمایا دیکھئے حضرات پہلے صُنِّفَ فعل مجہول پڑھا اور اب صَنَّفَ فعل معروف پڑھا۔

پھر شیر سنت نے پوچھا کہ "رُسَیْلِیَۃً" کیا ہے؟

خام سرائے نے جواب دیا کہ یہ تصغیر ہے۔

پھر شیر سنت نے پوچھا کہ اس کا مکبر کیا ہے، خام سرائے نے کہا "رسالۃ"

شیر سنت نے پوچھا کہ رسالہ سے رُسَیْلِیَۃً کیوں کر ہو گیا یعنی تصغیر کا قاعدہ کیا ہے؟۔

خام سرائے نے شاگرد سے پوچھ کر کہا جی یہ "رُسَیْلَۃً " ہے۔

شیر سنت نے پھر پوچھا یہ "رُسَیْلَۃً " کیا ہے؟

خام سرائے نے جواب دیا نہیں یہ "رُسَیِّلَۃً " ہے۔

شیر سنت نے فرمایا دیکھو اب جا کر صحیح پڑھا ہے۔

شرح قادری:

شیر سنت نے اولاً فعل کے معروف اور مجہول ہونے پر گرفت کی۔ پھر رسالۃ کی تصغیر "رُسَیْلِیَۃً" کہنے پر گرفت کی۔ تو وہابی مناظر تین چار مرتبہ میں صحیح پڑھ سکا۔ اب بحث اس پر کرنا ہے کہ

رسالہ کی تصغیر"رُسَيِّلَةٌ" کہنے پر سرکار شیر سنت نے صحت کا نشان لگایا وہ صحیح کیسے ہے۔ کیا قانون اس کی مطابقت کرتا ہے؟ تو سنئے! قانون یہ ہے کہ:

قانون:

اگر اسم چار حرفی ہو تو اس کی تصغیر"فُعَيْعِلٌ" کے وزن پر آئے گی۔ اور تیسرا حرف اگر الف ہو تو اس کو ی سے بدل کر ی کا ی میں ادغام کر دیا جائے گا۔

"رسالہ" کی تحقیق:

"رسالہ" چار حرفی اسم ہے اس لئے اس کی تصغیر **فعیعل** کے وزن پر آئے گی۔ اور تیسرا حرف چونکہ الف ہے اس لئے رسالہ سے"رُسَايِلَة" بنا پھر الف کو یا سے بدل دیا گیا تو"رُسَيْيِلَة" ہو گیا۔ پھر دو حرف ایک جنس کا ہونے کی وجہ سے ی کا یا میں ادغام کر دیا تو"رُسَيِّلَةٌ" ہو گیا۔

یہ دیکھئے شرح ابن عقیل الجزء الرابع ص ۱۲۶

وان كانت اصوله اربعة صغر على فعيعل فتقول فى قرطاس قريطس

یعنی اسم کے اگر حروف اصلی چار ہوں تو اس کی تصغیر **فعیعل** کے وزن پر آئے گی۔ جیسے **قرطاس کی قریطس**۔

اور پنج گنج کے صفحہ ۱۷ پر ہے کہ: "مصغر راسہ بنا است [۱] **فعیل** [۲] **فعیعل** [۳] **فعیعیل**

یعنی تصغیر کے تین وزن آتے ہیں۔ **فُعَيْلٌ** جیسے **رُجَيْلٌ**، **فُعَيْعِلٌ** جیسے **جُعَيْفِرٌ**، **فُعَيْعِيْلٌ** جیسے **قنيديل**۔

یہ ہیں سرکار شیر سنت۔ عجب بالائے عجب یہ کہ کیا خبر تھی وہ اچانک حسام پڑھنے لگے گا۔ پھر کیا خبر تھی کہ وہ یہی عبارت پڑھے گا۔ پھر کیا خبر تھی کہ وہ یہی غلطی کرے گا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر گھڑی، ہر آن، ہر وقت، ہر لحہ منطق و فلسفہ، نحو، صرف، بلکہ جملہ علوم و فنون کے ہر اہم وغیر اہم جزئیات کو مستحضر فی الذہن بلکہ ہمہ وقت حاضر عند المدرک رکھنے والے کا نام شیر سنت ہے۔ ؎

ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تم پر

حضور شیر بیشۂ اہلسنت اور علم نحو:

وہ جس کے سامنے اردو بول پانا بھی مشکل:

یعنی شیر بیشۂ سنت کی ذات ایک ایسی ذات ہے جس کے سامنے وہابی مناظروں کا اردو بول پانا بھی مشکل ہوتا تھا اور وہ بول کر مصیبت میں پڑ جاتے تھے۔ ہم نے جو دعوی کیا آیئے اس کا جلوہ دیکھئے۔ مناظرہ پنجاب میں وہابی مناظر نے حضور شیر بیشۂ اہلسنت کے سامنے کہا کہ ''ہم سنت و جماعت ہیں'' اس پر شیر سنت کے سوالات قاہرہ دیکھئے:

سوالات قاہرہ:

شیر بیشۂ اہلسنت نے یہ فرمایا کہ اولاً یہ بتاؤ کہ یہ جو تم نے کہا کہ ''ہم سنت و جماعت ہیں''؟

(۱) یہ ''سنت و جماعت'' کا حمل تمہارے اوپر صحیح ہے یا غلط (۲) یہ کون سا حمل ہے (۳) حمل کی کتنی قسمیں ہیں؟

اب غور یہ کرنا ہے کہ آخر شیر سنت نے یہ سب سوالات کیوں کئے، کیا صرف الجھانے کے لئے یا واقعی یہ حمل قابل اعتراض تھا؟۔

شرح قادری:

اقول: شیر سنت نے یہ سوالات الجھانے کے لئے نہیں بلکہ واقعی میں یہ حمل قابل اعتراض تھا۔ وہ کیسے تفصیل ملاحظہ کریں۔

اقسام اسم: اسم کی تین قسمیں ہیں (۱) اسم ذات مثلاً زید (۲) اسم صفت مثلاً ضارب، جمیل وغیرہ۔ (۳) وصف محض مثلاً عدل، جلس، کرم وغیرہ۔

قانون وضابطہ:

اب نحو کا قانون یہ ہے کہ اسم ذات پر وصف محض کا حمل جائز نہیں جیسے زید نائم تو کہہ سکتے ہیں لیکن زید نوم نہیں کہہ سکتے۔ زید جالس تو وہ کہہ سکتے ہیں لیکن زید جلس نہیں کہہ سکتے کیونکہ اسم ذات پر اسم صفت کا حمل تو جائز ہے مثلاً زید، جالس۔ لیکن وصف محض کا حمل جائز

نہیں اور زید جلس میں جلس وصف محض ہے کیونکہ وہ مصدر ہے اور مصدر وصف محض ہوتا ہے۔ جو قانون بیان کیا گیا اس کا حوالہ ملاحظہ کریں۔ یہ دیکھئے سوال باسولی حاشیہ شرح جامی صفحہ ۲۳ر پر ہے کہ:

وھھنا لا یصلح الحمل لانه یلزم حمل صرف الوصف علی الذات البحث۔

اور اس مقام میں حمل صحیح نہیں ہے اس لئے کہ وصف محض کا حمل ذات محض پر لازم آتا ہے۔

اور اسی پر بس نہیں یہ ہے سوال کابلی ص ۱۵ر

والاصل فی الخبر ان یکون محمولا علی المبتدا وھھنا لا یصح الحمل للزوم حمل صرف الصفة علی الذات۔

اس کا مطلب وہی ہے کہ وصف محض کا حمل اسم ذات پر جائز نہیں ہے۔ اتنا جان لینے کے بعد اب آیئے مبحث عنہ عبارت پر۔ جب وہابی مناظر نے کہا کہ "ہم سنت و جماعت ہیں" تو اس میں لفظ "ہم" ضمیر ہے مرجع وہابی کی ذات ترکیب میں مبتدا واقعہ ہے اور سنت و جماعت دونوں مل کر خبر واقع ہے۔ اور قانون یہ ہے کہ خبر مبتدا پر محمول ہوتی ہے اور حمل کا قانون اوپر بیان ہو چکا کہ وصف محض کا حمل ذات پر جائز نہیں اور سنت و جماعت دونوں مصدر ہیں اور مصدر وصف محض ہوتا ہے اور وصف محض کا حمل اسم ذات پر جائز نہیں جیسے زید عدل میں جائز نہیں۔ لہٰذا "ہم سنت و جماعت" کہنا صحیح نہیں یہی وجہ ہے کہ سرکار شیر سنت نے فرمایا کہ افسوس مناظر وہ ہے جسے بولنے کی تک تمیز نہیں ۔

سب دبے رہتے تھے جس شیر کے آگے

باعتبار منطق:

یہ تو ہوا نحوی اعتبار سے اب آیئے اسی کو منطقی اعتبار سے دیکھتے ہیں۔ یہ دیکھئے مرقاۃ ص ۱۳ر

اتحاد المتغائرین فی المفهوم بحسب الوجود ففی قولك زید کاتب و عمر

شاعر مفہوم زید مغائر لمفہوم کاتب لکنہا موجودان بوجود واحد۔
دو متغائر فی المفہومیت چیزوں کا وجود میں متحد کر دینا جیسے زید طبیب ہے، عمرو شاعر ہے وغیرہ۔ تمہارے قول میں، زید مفہوم الگ ہے شاعر کا مفہوم الگ ہے اور دونوں کو وجود میں متحد کر دیا گیا ہے۔
پھر حمل کی دو قسمیں ہیں (۱) حمل بالاشتقاق (۲) حمل بالمواطاۃ۔ یہ دیکھئے مرقاۃ:
ثم الحمل علی قسمین لانہ ان کان فی واسطۃ فی او ذو او الام کما فی قولک زید فی الدار و خالد ذو مال یسمی الحمل بالاشتقاق وان لم یکن کذالک ع بل یحمل شیء علی شیء بلا واسطۃ الحمل بالمواطاۃ
یعنی پھر حمل کی دو قسمیں ہیں اس لئے کہ اگر ایک شے کو دوسری شے پر فی یا ذو یا لام کے واسطے سے محمول کیا جائے تو اس کو حمل بالاشتقاق کہتے ہیں جیسے زید فی الدار وغیرہ۔
اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ ایک شے کو دوسری شے پر بغیر واسطے کے محمول کیا جائے تو حمل بالمواطاۃ ہے جیسے زید کاتب دو قسموں کو غور سے دیکھیں، پھر وہابی کا جملہ دیکھیں کہ "ہم سنت و جماعت ہیں" اسمیں نہ تو ذو وغیرہ کا واسطہ ہے اور نہ ہی اسمائے مشتقہ میں سے کچھ ہے جیسے کاتب و جالس وغیرہ۔ تو وہابی پر "سنت و جماعت" کا حمل کیسے صحیح ہوگا؟ اس پر وہابی مناظر کچھ نہ بول سکا حالانکہ تاویل کی گنجائش تھی۔ صحیح کہا ہے کسی نے۔

چل سکتی نہیں کشتیٔ باطل ترے آگے

شیر سنت اور علم نحو

بحث مستثنیٰ:
ایک وہ ذات درس و تدریس چھوڑے ہوئے جس کو مدت ہوگئی ہو اور پھر میدان مناظرہ ہو جہاں ویسے ہی اچھے اچھوں کے ہوش اڑے ہوتے ہیں مگر وہ ذات جسے دنیا رضا کا شیر کہتی ہے۔ جو مناظر علی الاطلاق بالاتفاق تھا میدان مناظرہ ہو یا کوئی اور میدان جو بھی بحث چھڑ جائے اور جس فن سے بھی متعلق ہو جب کلام کرنا شروع کرتے تو اس فن کے امام معلوم ہوتے۔ حاصل یہ کہ وہ اعلیٰ حضرت

کی عنایت اور غوث اعظم کی کرامت تھے۔

جب زیارت حرمین طیبین کے لئے تشریف لے گئے مکہ معظمہ میں ایک دکان پر سنی مصری اور ایک وہابی میں بحث ہوگئی۔ وہابی نے کہا روضۂ رسول کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا حرام ہے۔ اور بخاری شریف کی اس حدیث سے استدلال کیا کہ لا تشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد یعنی کجاوہ نہ باندھا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف۔ وہ سنی مصری بیچارہ اب اس کا کیا جواب دیتا۔ سرکار شیر بیشۂ اہلسنت فرماتے ہیں کہ مجھ سے نہ رہا گیا۔

اب آیئے شیر سنت کے علم مستحضر و علم عطائی کا جلوہ دیکھئے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اس حدیث شریف میں مستثنیٰ مفرغ کا مستثنیٰ منہ اگر مکان یا شئے رکھا جائے تو عبارت یوں ہوگی:

''لا تشد الرحال الیٰ مکان اؤ الی شی الا الیٰ ثلاثة مساجد''۔

تو تجارت کے لئے بلکہ جہاد کے لئے بلکہ طلب علم دین کے لئے سفر حرام ہو جائے گا؟ تو ثابت ہو گیا کہ اس حدیث شریف میں مستثنیٰ منہ ہرگز عام نہیں بلکہ مستثنیٰ ہی کی جنس سے مسجد ہے۔ اور تقدیر عبارت یوں ہے ''لا تشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد''۔

شرح قادری:

آیئے شیر سنت کا کمال دیکھئے فی الفور کتنا شاندار جواب دیا جو عقل و نقل دونوں کے مطابق ہے۔ اور وہابیوں کے استدلال کا فساد اور جہالت فاحشہ ملاحظہ کیجئے۔ فن نحو میں ایک اصطلاح ہے مستثنیٰ مفرغ، مستثنیٰ مفرغ وہ ہے جس کا مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو یہ عموما اس وقت فائدہ دیتا ہے جب کلام غیر موجب میں واقع ہو''ہدایۃ النحو'' میں ہے: وان کان مفرغا بان یکون بعد الا فی کلام غیر موجب والمستثنیٰ منه غیر مذکور۔

اتنا جان لینے کے بعد اب یہ جانئے کہ وہابیوں کا استدلال کیا ہے؟ وہابی کہتے ہیں کہ یہ استثنا مفرغ ہے یعنی کلام غیر موجب میں مستثنیٰ منہ محذوف تو لازم کہ مستثنیٰ منہ اعم العام ہوا اور وہ یہاں مکان ہے یا شئے ہے۔ اب حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ ان تین مسجدوں کے علاوہ اور کہیں سفر کرنا

جائز نہیں۔ اور اس میں اولیاء کے مزارات بھی شامل ہیں۔

اقول و باللہ التوفیق اس کا یہ مطلب بیان کرنا بدیہی البطلان ہے نیز نحو سے جاہل اور اقوال ائمہ ومحدثین سے غافل ہونے کی واضح دلیل ہے۔ کیونکہ مستثنیٰ مفرغ میں مستثنیٰ منہ کے اعم العام ہونے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ کوئی قید ہی نہیں ہے۔ بلکہ یہ ضروری ہے کہ مستثنیٰ منہ محذوف مستثنیٰ کی جنس بلکہ نوع بلکہ صنف کو عام ہو جیسے کہتے ہیں ما رایت الا زیدا میں نے صرف زید کو دیکھا۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ قائل نے نہ زمین دیکھی نہ آسمان نہ در و دیوار بلکہ جانوروں کے دیکھنے کی بھی نفی نہیں ہوتی، بلکہ انسانوں کے دیکھنے کی بھی نفی نہیں ہوتی، مثلاً آپ کو کسی مخصوص طبقے کے افراد کی تلاش ہے آپ نے کسی سے پوچھا اس طبقے کے لوگوں میں سے کسی کو دیکھا ہے؟ اس نے اس طبقے کے علاوہ سینکڑوں انسانوں کو دیکھا ہے مگر اس طبقے کے لوگوں میں سے صرف زید کو دیکھا ہے بقیہ کسی کو نہیں دیکھا ہے تو کہے گا۔ ما رایت الا زیدا میں نے صرف زید کو دیکھا ہے مراد یہ کہ اس طبقے کے افراد میں سے صرف زید کو دیکھا ہے۔ یہ ہے مستثنیٰ مفرغ میں مستثنیٰ منہ کے اعم العام ہونے کے صحیح معنی ومفہوم۔ اسی لئے ہم نے کہا تھا کہ یہ نحو سے جاہل ہیں۔

اقوال ائمہ سے بھی غافل:

وہابیوں نے مستثنیٰ مفرغ میں مستثنیٰ منہ کے اعم العام ہونے کا معنی ما رأیت الا زیداً میں یہ سمجھا کہ اس نے زمین دیکھی نہ آسمان، نہ چاند، نہ ستارے، کچھ دیکھا ہی نہیں یہ جہالت فاحشہ ہے اور عقلا مردود ہے۔

اس دقت کو ابن حجر عسقلانی نے محسوس کیا۔ دیکھئے کیا لکھتے ہیں، یہ ہے فتح الباری جلد نمبر ۰ ۳ر صفحہ ۸۷ر:

الاستثناء مفرغ والتقدیر لا تشد الرحال الیٰ موضع ولازمہ منع السفر الیٰ کل موضع غیرھا لان المستثنیٰ منہ فی المفرغ مقدر باعم العام۔

یعنی یہ استثناء مفرغ ہے اور تقدیر عبارت یوں ہے کہ لا تشد الرحال الی موضع یعنی کجاوہ نہ

باندھا جائے کسی بھی جگہ کو۔ اور لازم ہے اس سفر کا روکنا ہر جگہ کی طرف، اس کے علاوہ اس لئے کہ مستثنیٰ منہ مفرغ میں مقدر اعم العام ہے۔ دیکھئے اصل عبارت اب آ رہی ہے:

لکن یمکن ان یکون المراد بالعموم ھھنا الموضع المخصوص وھو المسجد۔

لیکن ممکن ہے کہ یہاں عموم سے مراد موضع مخصوص ہو اور وہ مسجد ہے۔ اس کو پڑھئے اور سرکار شیر سنت کی محبت میں مست ہو جایئے، دیکھئے علامہ ابن حجر نے بھی وہی کہا نا جو سرکار شیر سنت نے فرمایا تھا! یہی تو کہا تھا سرکار شیر سنت نے کہ اس حدیث شریف میں مستثنیٰ منہ ہرگز عام نہیں بلکہ مستثنیٰ ہی کی جنس سے مسجد ہے۔

ثانیاً: وہابی کی سمجھ کے مطابق کہیں کا کوئی سفر کسی بھی مقصد کے لئے جائز نہیں رہے گا، مثلاً جہاد وغیرہ کے لئے۔ یہ عقلاً نقلاً عملاً سب باطل ہے۔ یہی شیر سنت نے بھی تو فرمایا تھا کہ ''اس حدیث شریف میں مستثنیٰ مفرغ کا مستثنیٰ منہ اگر مکان یا شئے رکھا جائے تو عبارت یوں ہوگی:

''لا تشد الرحال الی مکان او الی شئ الا الی ثلثۃ مساجد''۔

اور تجارت کے لئے بلکہ جہاد لاعلاء کلمۃ الحق بلکہ طلب علم دین کے لئے سفر حرام ہو جائے گا۔

اور حق وہی ہے جو سرکار شیر بیشۂ اہلسنت نے فرمایا۔ وہابی چونکہ عقل سے پیدل اور نقل سے جاہل ہے اس لئے اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔

یہ دیکھئے فتح الباری جلد ۳؍ صفحہ ۸۱؍ پر ہے کہ:

قال بعض المحققین قولہ الا الی ثلاثۃ مساجد المستثنی منہ محذوف فاما ان یقدر عامًا فیصیر لا تشد الرحال الی مکان فی ای امرکان الا الی الثلاثۃ، او اخص من ذالك لا سبیل الی الاول لافضائہ الی سد باب السفر للتجارۃ وصلۃ الرحم وطلب العلم وغیرھا فتعین الثانی۔ والاولیٰ ان یقدر ماھو اکثر مناسبۃ وھو لا تشد الرحال الی مسجد للصلوٰۃ فیہ الا الی الثلاثۃ فیبطل بذالك من منع شد الرحال الی زیارۃ القبر

الشریف وغیرہ من قبور الصالحین۔

قربان جائیں سرکار شیر سنت کے علم وفضل وکمال پر بالکل وہی فرمایا جو علامہ ابن حجر عسقلانی لکھ رہے ہیں۔علامہ ابن حجر کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ بعض محققین نے کہا کہ حدیث میں مستثنیٰ منہ محذوف ہے تو یا تو عام مقدر مانیں گے یا خاص اگر عام مقدر مانیں گے تو عبارت بالکل ویسے ہو جائے گی جیسا شیر سنت نے فرمایا اور وہی غلط مطلب نکلے گا جو سرکار شیر سنت نے فرمایا یا خاص مقدر مانیں گے۔جو شیر سنت نے مقدر مانا ہے،اب آیئے دیکھئے علامہ ابن حجر کیا کہتے۔فرماتے ہیں کہ پہلے کی طرف کوئی راستہ نہیں یعنی عام مراد لینے کی طرف کوئی راستہ نہیں۔اس کے مفضی ہونے کی وجہ سے سفر کے روکنے کی طرف تجارت کے لئے،صلہ رحمی کے لئے،طلب علم کے لیے وغیرہ۔تو دوسرا یعنی خاص مراد لینا اور مقدر ماننا متعین ہوگیا۔

والاولیٰ ان یقدر:

اور زیادہ بہتر ہے کہ مقدر مانا جائے وہ جو اکثر ہے مناسبت کے اعتبار سے۔اور وہ یہ کہ کجاوہ نہ باندھا جائے کسی مسجد کی طرف نماز پڑھنے کے لئے اس میں،مگر تین مسجدوں کی طرف۔

یعنی مسجد کا مقدر ماننا زیادہ بہتر ہے جو حضور شیر بیشۂ اہلسنت نے فرمایا۔

وہابیت کا جنازہ اور حضور شیر بیشۂ اہلسنت کی شان:

آیئے ایک اور عبارت دیکھ لیں۔اس عبارت سے جہاں وہابیت کے عقل وخرد کا جنازہ نکلے گا وہیں شیر سنت کی شان اور ان کا علمی مقام سمجھنے سے عقل عاجزی کا اعلان کرے گی۔اور وہ عبارت یہ ہے:

فیبطل بذالك من منع شد الرحال الیٰ زیارۃ القبر الشریف وغیرہ من قبور الصالحین

یعنی تو باطل ہو جائے گا اس سے اس کا قول جس نے منع کیا کجاوا باندھنے کو قبر شریف کی زیارت کے لئے قبور صالحین کے۔

علامہ ابن حجر کی فتح الباری دیکھئے اور سرکار شیر سنت کا (سُنی مضری کی) دوکان پر اچانک فرمانا، دیکھئے ایسا لگتا ہے جیسے فتح الباری سامنے ہو اور پڑھ کے سُنا رہے ہوں۔

حق یہ ہے کہ عقل جس کے علم کی کیت سمجھنے سے عاجز و قاصر ہو اسے شیر سنت کہتے ہیں ؎

علم میں فضل میں حکمت میں بفضل باری
فائق دہر رہا مظہر اعلی حضرت

شیر بیشۂ سنت اور علم معقولات و معانی:

ایک مناظر کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً ہمت، حاضر جوابی، علم مستحضر وغیرہ شیر سنت ان میں بے مثل و بے مثیل تھے اور ان کے مناظروں میں ان باتوں کا جلوہ صاف نظر آتا ہے۔

مناظرۂ سنبھل میں وہابی مناظر نے سرکار کے علم ما کان و ما یکون کی نفی کرتے ہوئے اس آیت سے استدلال کیا کہ:

وماعلمنٰہ الشعر یعنی ہم نے انہیں شعر نہیں سکھایا۔

اب آیئے شیر سنت کے علم منطق و معانی کا جلوہ دیکھئے۔ شیر سنت نے اس آیت پر نو سوالات کئے ہیں۔ میں سارے سوالات کی تفصیل نہیں کر سکتا کہ بحث طویل ہو جائے گی لہٰذا جو سخت سوالات ہیں انہیں پر بحث کریں گے۔

سوالات شیر سنت:

(۱) علم کے کتنے معنے آتے ہیں؟ (۲) آیت میں علم کے کیا معنی ہیں؟ (۳) کفار جو حضور کو شاعر اور قرآن کو شعر کہتے تھے ان کی کیا مراد تھی، کس معنی کے اعتبار سے قرآن کو شعر کہتے تھے، آیا کلام موزوں، یا قضا، یا مخیلہ؟

شرح قادری:

شیر سنت کا پہلا سوال یہ ہے کہ علم کے کتنے معنی آتے ہیں؟ اور آیت میں علم کا کیا معنی ہے تو

سُنئے۔ شرح تہذیب کی ابتدا میں ہے کہ علم کے پانچ معنی ہیں۔

(۱) ملکہ (۲) علم جمیع مسائل (۳) علم مسائل قدر معتدبہ (۴) نفس جمیع مسائل (۵) نفس مسائل قدر معتدبہ۔

اور وما علمنه الشعر میں ان میں سے علم بمعنی ملکہ کی نفی ہے۔

یہی سرکار شیر سنت نے پوچھا تھا کہ علم کے کتنے معنی آتے ہیں اور آیت میں کس معنی کی نفی ہے۔ پھر خود ہی بتایا کہ یہاں علم بمعنی دانستن کی نفی نہیں بلکہ علم بمعنی ملکہ کی نفی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہاں علم بمعنی ملکہ کی نفی پر کیا دلیل ہے؟ تو سنئے ایک قانون ہے اور وہ قانون یہ ہے کہ علم کی نسبت جب فن کی طرف ہو تو وہاں علم بمعنی دانستن نہیں بلکہ علم بمعنی ملکہ ہوتا ہے۔ نزہۃ القاری جلد ۲ ص ۲۵ ۴ر دیکھئے۔ اور سمجھئے سرکار شیر سنت کو کہ علم کتنے معنوں کے لئے آتا ہے یہ بھی جانتے ہیں اور استعمال کا قانون کیا ہے وہ بھی جانتے ہیں۔ اب آیئے شعر پر بحث کرتے ہیں۔

شعر :

اصطلاح عروض میں موزوں ومقفیٰ کلام کو کہتے ہیں جو بالقصد ہو۔ جیسے ؎

جب تجلی کیا کرے کوئی
کیوں نہ بے خود ہوا کرے کوئی

امام جرجانی ''معجم التعریفات'' میں لکھتے ہیں کہ:

الشعر فی الاصطلاح:

كلام مقفىٰ موزون على سبيل القصد۔

شعر باعتبار منطق:

وہ قیاس ہے جو قضایا مخیلہ سے مرکب ہو۔ امام جرجانی ''معجم التعریفات'' میں لکھتے ہیں کہ:

قياس مؤلف من المخيلات۔ مثلاً ؎

نازک بدن چنانکہ آں رود بر آب   چوں پائے بر حباب نہد آبلہ فتد

اس میں شاعر نے اپنے محبوب کی نازکی کی تصویر کھینچی ہے یعنی میرا محبوب پانی پر چلتے ہوئے جب حباب یعنی بلبلے پر قدم رکھتا ہے تو اس کے پاؤں میں چھالے پڑ جاتے ہیں۔ اور ہر وہ شخص جس کا حال ایسا ہو وہ انتہائی نازک بدن ہے لہٰذا میرا محبوب انتہائی نازک بدن ہے۔

اور یہ بھی خیال رہے کہ منطق میں مناطقہ کے نزدیک شعر کے لئے وزن وقافیہ کا ہونا ضروری نہیں۔ لیکن اگر ہو تو بہتر ہے۔ یہ دیکھیے مرقاۃ صفحہ ۳۰ ر:

"ولا یشترط الوزن فی الشعر عنه باب المیزان نعم یفیدهٗ حسنًا"

لہٰذا قضایا مخیلہ منثورہ کو بھی قیاس شعری اور شعر کہہ سکتے ہیں مثلاً:

وازلفت الجنة للمتقین وبرزت الجحیم للغوین

اتنی وضاحت کے بعد اب شیر سنت کا سوال سمجھئے کہ کفار کس معنی کے اعتبار سے حضور کو شاعر اور قرآن کو شعر کہتے تھے آیا کلام موزوں یا قضایا مخیلہ؟ تو یہ بات ظاہر ہے کہ وہ قضایا مخیلہ کے اعتبار سے کہتے تھے کیونکہ فن شعر ان کے لیے مایۂ افتخار تھا وہ شعر اور غیر شعر اور نظم اور نثر کا فرق خوب جانتے تھے۔ یہ دیکھئے مفردات امام راغب صفحہ ۳۷۵ ر پر ہے:

ذلك انه ظاهر من الكلام انهٗ ليس على اساليب الشعر ولا يخفى ذلك على الاعقام من العجم فضلاً عن بلغاء العرب۔

اور یہ بات کلام سے ظاہر ہے کہ وہ شعر کے اسلوب پر نہیں ہے اور وہ عجمیوں پر پوشیدہ نہیں ہے چہ جائے کہ بلغاء عرب پر پوشیدہ ہو۔

اب رہی بات یہ کہ کفار منطقی یعنی قضایا مخیلہ کے اعتبار سے کہتے تھے تو سوال یہ ہوگا کہ قضایا مخیلہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) صادقہ (۲) کاذبہ۔

یہ دیکھئے مرقاۃ صفحہ ۲۹ ر قیاس مولف من لمخیلات، الصادقة اوالكاذبة

وضاحت ضروری

پہلے آپ قضایا مخیلہ سمجھیں۔

قضیہ مخیلہ : وہ خیالی قضیہ جس کو سن کر کسی چیز سے رغبت و دلچسپی پیدا ہو یا نفرت پیدا ہو مثلاً محبوب کے دانت موتی ہیں۔

پھر قضایا مخیلہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) صادقہ جیسے **وازلفت الجنۃ للمتقین**۔ (۲) کاذبہ جیسے ؎

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے　　رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے

اتنی وضاحت کے بعد پھر آجایئے بحث پر اگر کفار قضایا مخیلہ صادقہ مراد لیتے تھے تو قرآن نے اس کی نفی **وما علمنٰہ الشعر** کہہ کر کیوں کی، قرآن میں قضایا مخیلہ صادقہ کی مثال موجود ہے۔ **وازلفت الجنۃ للمتقین**۔ اور اگر کفار قضایا مخیلہ سے کاذبہ مراد لیتے تھے اور یقیناً وہ یہی معنی مراد لیتے تھے یہ دیکھئے مفرادات امام راغب صفحہ ۲۷۵ر **وانما رموہ بالکذب فان الشعر یعبر بہ عن الکذب والشاعر الکاذب**۔

محض کفار نے کذب کی تہمت اس لئے لگائی کہ شیر کی تعبیر کذب اور شاعر کی کاذب سے کی جاتی ہے۔ اور جب وہ یہی معنی مراد لیتے تھے تو ان کا قرآن کو شعر کہنا قرآن کو جھوٹا کہنا ہے اب **وما علمنٰہ الشعر** کا معنی یہ ہوا کہ ہم نے اپنے محبوب کو جھوٹ بولنا نہ سکھایا اور نہ ہی یہ ان کی شان کے لائق ہے۔

اب تو ناظرین وقارئین کی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ شیر سنت نے کیوں پوچھا تھا کہ علم کے کتنے معنی آتے ہیں اور علم معنی ملکہ آتا ہے یا نہیں اور شعر کے کتنے معنی آتے ہیں؟ ان سب کو دیکھتے ہوئے یہ بات قطعی و جزمی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ شیر سنت عام بشر نہیں بلکہ خاص بشروں میں سے ایک عبقری بشر ہیں۔ اور فی الحقیقۃ سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت کا نام ہے شیر سنت ع:

"مسند رازی کا سچا جانشین ہے تو"

حضور شیر بیشۂ اہلسنت اور تصوف:

ہم آپ کو یہی بتاتے آرہے ہیں کہ شیر بیشۂ سنت ذات ایک ایسی ذات ہے جسکے ہزار جلوے

ہیں۔ اوران جلوؤں کو آپ دیکھتے آرہے ہیں۔

اب آیئے تصوف کا جلوہ دیکھئے۔

فتاوی حشمتیہ میں ایک سوال کیا گیا کہ درجہ ذیل اشعار کے متعلق کیا حکم ہے؟

اب شمس وقمر کے روز پنہا کا ذکر عیاں کچھ ہوتا ہے

جو گنج پوشیدہ تھا درنہاں وہ راز اب افشاں ہوتا ہے

والشمس ذات رسول اللہ والقمر نبوت نورہدیٰ

ایک نقطہ عجب ہے سن تو ذرا اب راز پیمبر کھلتا ہے

جب نور ازل پر جوش ہوا تب بحر حقیقت میں شور اُٹھا

اک قطرہ دریا سے ہو کے جدا اب شکل پیمبر ہوتا ہے

دریا سے ہوئی قطرے کو ندا اے قطرۂ دریا سن تو ذرا

جو قطرہ ہے وہ ہی دریا ہے نہیں فرق ذرا کچھ ہوتا ہے

اب شیر سنت کا جواب ملاحظہ کیجئے اور علم تصوف کا جلوہ دیکھئے۔ لکھتے ہیں کہ:

توحید: یعنی یہ ماننا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یہ ایمان ہے۔

وحدت: یعنی یہ بات ماننا کہ اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں یہ حق ہے۔

اتحاد: یعنی یہ ماننا کہ ہر موجود خدا ہے، معاذ اللہ یہ کفر والحاد ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نور خدا ہیں اور اللہ تعالی نے حضور کے نور اقدس کو اپنے ہی نور ذات سے بغیر کسی تجزی کے، بغیر تبعض کے، بغیر کسی کم وکیف کے، بغیر کسی واسطے کے، محض اپنی قدرت سے پیدا کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے بھی ہیں اللہ کے نور بھی، اللہ کے نائب اکرم بھی۔ لیکن معاذ اللہ حضور کو خدا یا معبود ماننے والا ہرگز مسلمان نہیں۔

سوال اول میں جو اشعار پہلے درج کئے گئے وہ **وحدت الوجود** کے مسلک پر ہیں، یہ قال نہیں حال ہے۔ اور جب قال میں لایا جائے گا اس کی پورے طور پر صحیح تعبیر ہرگز نہ ہوسکے گی۔

شرح قادری:

اولاً آپ کو یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ وحدت الوجود کیا ہے اور اس کا مسلک کیا ہے؟ مگر اس سے پہلے بہتر ہے کہ آپ صوفیہ کے متعلق جان لیں۔ کیونکہ مسئلہ وحدت الوجود کہیں نہ کہیں تصوف وصوفیت سے متعلق ہے۔ بطور دلیل ملا حسن کی یہ عبارت دیکھیں:

ویتحقق فیه مذهب الصوفية وبيانهٔ علی وجه الاجمال انهٔ ليس فی عالم الکون الاذات واحدة بسيطة۔

یعنی نہیں ہے عالم کون میں مگر ایک ذات جو بسیط ہے۔

صوفیہ: جو ریاضت ومجاہدہ کے ذریعے اپنے نفوس وقلوب کی صفائی حاصل کرتے ہیں۔

پھر صوفیہ کی دو قسمیں ہیں۔(۱) صوفیہ صافیہ (۲) صوفیہ غیر صافیہ۔

بطور دلیل ملا حسن کی یہ عبارت دیکھیں:

صوفية صافية هی الصوفية الکاملة الذين لايکونون تابعاللوقت والحال بل هم يبدلون الاحوال والاوقات۔

یعنی صوفیہ صافیہ وہ کامل صوفیہ ہیں جو وہ وقت اور حال کے تابع نہیں ہوتے بلکہ وہ زہد وتقوی اور تزکیۂ قلب کے ذریعے احوال وزمانے کا رخ موڑ دیتے ہیں، وہ اس شان کے مالک ہوتے ہیں کہ

بدل جائے نظام ہر دو عالم آن واحد میں   اگر ضد پر کوئی آجائے دیوانہ محمد کا
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

اتنا جان لینے کے بعد اب آیئے وحدت الوجود کو سمجھتے ہیں جو شیر سنت نے فرمایا تھا وحدۃ الوجود کو سمجھنے کے لئے ملا حسن کی یہ عبارت دیکھیں:

وهی الوجود ليست بکلية بمعنی القابل التکثر حقيقة ولا جزئية بمعنی ان لايقبل التکثر اصلا بل تلك الذات تطور بتطورات اعتبارية

انتزاعیة فھی بذاتھا منشاء لانتزاع التعینات الغیر المتناھیة ویترتب الاٰثار والاحکام المختلفة علی تلك التعینات الواقعیة المتنزعة عن الذات الواحدة فالمتعین بکل تعین ھو الممکن والمعریٰ عنه ھو الواجب۔

یعنی وہ ذات واحد عالم کائنات میں جس کا تنہا وجود ہے اپنی حد ذات میں نہ کلی ہے کثرت کو حقیقتاً قبول کرنے کے معنی میں نا ہی جزئی ہے کثرت کو بالکل قبول نہ کرنے کے معنی میں۔ کلی اس لئے نہیں کہ کلی کے اندر یقیناً کثرت ہوتی ہے اور وہ ذات کثرت سے پاک بلکہ اس کے اندر وحدت ہی وحدت ہے اگر حقیقت میں اس کے اندر کثرت مانی جائے تو توحید کے ٹکڑے ہو جائیں گے البتہ اس کے اندر کثرت محض اعتباری اور غیر واقعی ہے جس پر ماقبل کی نقل کی ہوئی عبارت کا یہ حصہ دلالت کر رہا ہے:

"بل تطور بتطورات اعتباریات انتزاعیة"

یعنی وہ ذات واحد متشکل ہوتی ہے ایسی بہت سی شکلوں کے ساتھ جو سب کے سب اعتباری اور انتزاعی ہوتی ہیں۔ "ملا حسن" کی اس عبارت سے تھوڑا سا نور لے کر آیئے شیر سنت کو دیکھیں۔ تو معلوم ہوگا کہ شیر سنت کی ذات ایک ہے مگر حیثیات بہت ہیں۔ یعنی بات وہی کہ "ذات ایک اور جلوے ہزار"۔ من حیث الفقہ اگر دیکھیں تو بے مثال فقیہ ہیں،، من حیث الحدیث اگر دیکھیں تو نادر زمان محدث ہیں، من حیث التفسیر اگر دیکھا جائے تو بے مثال مفسر ہیں۔ من حیث المنطق اگر دیکھا جائے تو بے مثال منطقی ہیں۔ اور جس حیثیت اور شکل سے وہ پہچانے گئے وہ تھا "فن مناظرہ"۔ دنیا انہیں مناظر اعظم فی العالم سے جانتی پہچانتی ہے۔ اجمل سلطانپوری نے کہا ؎

مناظر وہ جو ہمت کا دھنی تھا مرد میداں تھا   وہ جس کا نام نامی حضرت حشمت علی خاں تھا

اور نا ہی وہ جزئی ہے اس معنی کے اعتبار سے کہ اس کے اندر کثرت بالکل اور قطعاً نہ پائی جائے۔ کیونکہ اس کے اندر کثرت اعتباری ہے جس پر میں نے "ملا حسن" کی عبارت نقل کر دی ہے۔

یہاں تک کی گفتگو کا حاصل یہ نکلا کہ اس ذات واحد کے اندر وحدت حقیقی اور کثرت اعتباری ہے لہٰذا وہ حقیقتاً واحد ہے اور اعتباراً کثیر۔ اس لئے عالم کون میں اپنے وجود حقیقی کے ساتھ موجود ہے۔ تمام ممکنات اسی سے متفرع اور منتزع ہیں۔ ان کا وجود ظلی اور اعتباری ہے لہٰذا تمام موجودات درحقیقت ایک ہی وجود کے ساتھ موجود ہیں۔ مثلاً بحر کا ایک وجود ہے اور اسی سطح پر رونما ہونے والے ہزاروں بلبلوں کے بھی وجودات ہیں۔ لیکن بحر کا وجود اصلی حقیقی واقعی ہے اور بلبلوں کا وجود اسی بحر سے مفترع ہیں لہٰذا بحر اور بلبلے ایک ہی وجود کے ساتھ موجود ہیں۔ یعنی بحر پر جب خصوصی اشکال وارد ہوتے ہیں تو وہی بحر بلبلوں کی شکل میں اپنے وجود فرعی کے ساتھ موجود ہوتا ہے اور جب وہ خصوصی شکل فنا ہوجاتی ہے تو بحر اپنے وجود اصلی اور وجود واقعی کے ساتھ موجود ہوتا ہے اس لئے جو بحر ہے وہی حباب ہے اور جو حباب ہے وہی بحر ہے۔

وہی جلوہ شہر بہ شہر ہے وہی اصل عالم دہر ہے
وہی بحر ہے وہی لہر ہے وہی پاٹ ہے وہی دھار ہے

لیکن یہاں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو بحر ہے وہی حباب ہے، جو حباب ہے وہی بحر ہے۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ حضور سرکار دو عالم خدا ہیں۔ یا ہر ممکن خدا ہے۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ورنہ اتحاد ہوگا اور اتحاد کفر والحاد ہے۔ اگرچہ اللہ نے بغیر کسی تجزی، بغیر تبعض، بغیر کسی کم و کیف کے حضور کے نور کو اپنے ہی نور ذات سے، محض اپنی قدرت سے پیدا کیا۔ پھر بھی مصطفیٰ جان رحمت کو خدا نہیں کہہ سکتے ہیں۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حاصل یہ کہ جمیع ممکنات واجب تعالیٰ کے وجود واحد کے تعینات اعتباریہ اور تشخصات انتزاعیہ ہیں۔

غرضیکہ ذات واحدہ کا جلوہ جمیع ممکنات و جملہ کائنات کے اندر ہے، ہر شے میں اس کا حسن و جمال ہے، کسی صوفی نے کہا ؎

بہر سو جلوۂ دلدار دیدیم بہر چیزے جمال یار دیدیم

یعنی یہی معنی ہے وحدت الوجود اور کثرت شہود کا۔ اب وہ شعر سنئے جس کے متعلق شیر سنت سے سوال کیا گیا تا کہ مسئلہ خوب واضح ہو جائے۔

دریا سے ہوئی قطرے کو ندا اے قطرۂ دریا سن تو ذرا
جو قطرہ ہے وہی دریا ہے نہیں فرق ذرا کچھ ہوتا ہے
خالق نے کہا میرے تو پردۂ لاہوتی تو اٹھا
پھر دیکھو تماشہ دریا کا واں قطرہ بھی دریا ہوتا ہے

یہ ان اشعار میں سے ہیں جو شیر سنت سے پوچھے گئے۔ تب شیر سنت نے فرمایا کہ یہ شعر وحدۃ الوجود کے مسلک پر کہے گئے ہیں اور وحدۃ الوجود کا معنی میں نے تفصیل سے بیان کر دیا۔ لیکن پھر یہ واضح کر دیں کہ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہر موجود خدا ہے۔ کیونکہ یہ اتحاد ہے اور اتحاد الحاد ہے۔ ہاں اتنا کہہ سکتے ہیں کہ جمیع ممکنات اسی کے جلوے ہیں۔ آیئے اعلیٰ حضرت سرکار کا ایک شعر بھی سُن لیجئے ؎

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

اس شعر کے اس حصے پر ذہن کی پوری طاقت لگا کر غور کریں کہ ''اسی سے اس کی طرف'' یہ ''اسی سے'' کیا ہے۔ اور ''اس کی طرف'' کیا ہے؟ یعنی کس سے کس کی طرف گئے تھے۔ ذرا کوئی بتائے تو سہی اتنی بحث کے بعد مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ حق وہی ہے جو شیر سنت نے فرمایا کہ:

''یہ مسئلہ حال کا ہے قال میں نہیں لایا جا سکتا اور اگر لایا جائے گا تو ہرگز پورے طور پر صحیح تعبیر نہ ہو سکے گی''۔

شیر سنت اور اصطلاحات علمیہ

شیر سنت مظہر اعلیٰ حضرت کو جیسے تمام فنون و علوم میں مہارت تھی اور تمام جزیات کا استحضار تھا اسی طرح تمام اصطلاحات علمیہ ہمہ وقت مستحضر رہتے تھے۔ مناظرۂ سنبھل میں شیر سنت کے

ڈیڑھ سو سوالات جو ابھی تک وہابیوں پر قرض ہیں انہیں میں سے کچھ سوالات پر بحث کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱) کل کی تعریف کیا ہے؟ (۲) بعض کی تعریف کیا ہے؟ (۳) دلیل کسے کہتے ہیں؟ (۴) دعویٰ کسے کہتے ہیں؟

بات دراصل یہ ہے کہ مناظرۂ سنبھل میں دیوبندی مناظر نے شیر سنت سے کہا کہ اگر آیت کی یہ مراد ہے کہ کل غیب پر برگزیدہ رسول کو اطلاع تو یہ آپ کے خلاف ہے اور اگر بعض پر مقصود ہے تو ہمارے خلاف نہیں۔ نیز آیت میں ابتدا انتہا کا ذکر نہیں جو آپ کے دعوی میں داخل ہے۔ اس پر شیر سنت نے وہ سوالات کئے ہیں جو ماقبل میں مذکور ہوئے۔

سرکار شیر سنت کو کوئی خاص اصطلاح کیا کہئے، وہ تو جملہ علوم وفنون کے بادشاہ تھے۔ اگر دیوبندی مناظر جواب دیتا تو کیا گرفت کرتے اور کیا استدلال کرتے وہ تو وہی جانیں، لیکن اس نے جواب دیا نہیں۔ اور یہ بات بھی یہیں جان لینے کی ہے کہ بہت سارے علمی لطائف وعلمی خزانے شیر سنت وہابیوں کی جہالت کی وجہ سے اپنے سینے میں لے کر چلے گئے۔ چونکہ سرکار شیر سنت نے سوال کیا اور انہوں نے جواب دیا نہیں ورنہ بات بڑھتی اور شیر سنت کی زبان مبارک سے اہم اور انوکھے موتی نکلتے لیکن وہ جواب دیتے کیسے؟ انہیں تو معلوم ہی نہیں تھا وہ تو صرف سرکار مظہر اعلیٰ حضرت کی ذات تھی کہ جملہ اصطلاحات وتمام جزئیات ہمہ وقت مستحضر فی الذہن رہتے تھے۔

اس سگِ بارگاہِ شیر سنت کی سمجھ میں جو تھوڑا بہت آیا ہے اس کو دیکھئے۔

شرح قادری

امام جرجانی "معجم التعریفات" میں لکھتے ہیں کہ: **الکل فی اللغہ اسم مجموع المعنی ولفظہ واحد۔**

کل لغت میں معنی کے مجموعہ کا نام ہے اور لفظ ایک ہو۔

الکل فی الاصطلاح: اور اصطلاح میں وہ مجموعہ جو چند اجزار سے مرکب ہو اُسے کُل کہتے ہیں۔

دیکھئے امام جرجانی لکھتے ہیں کہ: **اسم جملة مرکبة من اجزاء۔**

مثلاً یہ ایک رسالہ ہے جس کے پانچ باب ہوں تو رسالہ کل ہے اور ہر باب اس کا جز ہے۔

البعض: اسم لجزء مرکب ترکب الکل منه۔

جیسے رسالہ کے متعدد بابوں میں سے ایک باب رسالہ کا بعض ہے۔

امام جرجانی ''کتاب التعریفات'' میں لکھتے ہیں کہ:

الدلیل: هو الذی یلزم من العلم به العلم بشیء اٰخر۔

دلیل وہ ہے کہ جس کے جاننے سے دوسری شئے کا جاننا لازم آئے۔ یہ دلیل کی تعریف مشہور ہے۔ ایک دلیل کی تعریف وہ ہے جو مناظرہ رشیدیہ میں ہے اور وہ یہ ہے کہ:

الدلیل: هو المرکب من قضیتین للتادی الی مجهول نظری۔

یعنی دلیل وہ جو دو قضیوں سے مرکب ہوتا کہ مجہول تک پہنچائے مثلاً **العالم متغیر** ایک قضیہ ہے اور **کل متغیر حادث** دوسرا قضیہ ہے، یہ دونوں مل کر دلیل بن گئے اور ان دونوں نے مجہول حاصل کرایا وہ ہے **العالم حادث**۔ خیال رہے کہ یہ دونوں مقدمے عقلی ہیں اور یہ مثال دونوں تعریفوں کے اعتبار سے ہے کیونکہ **العالم متغیر** اور **و کل متغیر حادث** کے علم سے **العالم حادث** کا علم ہوا۔

الدعویٰ: ما یشتمل علی الحکم المقصود اثباته ویسمی ذلك مبحثا ونتیجة۔

یعنی دعوی ایسے قضیے کو کہتے ہیں جو ایسے حکم پر مشتمل ہو جس کا ثابت کرنا مقصود ہو اور مختلف حیثیات سے اس کا نام مسئلہ مبحث، نتیجہ، قاعدہ اور قانون ہے۔ مثلاً:

کل سنی مومن و کل مومن ناج فکل سنی ناج

اب دیکھئے یہ حصہ کہ کل سنی ناج، اگر صرف اتنا کہا جائے بغیر دلیل کے، چونکہ ماقبل کے دونوں مقدمے دلیل ہیں اگر ان دونوں مقدموں کے بغیر صرف اتنا کہا جائے کہ ہر سنی ناجی ہے تو دعوی ہے۔

اور اگر ماقبل کے دونوں مقدموں یعنی دلیل کے ساتھ کہا جائے تو یہی حصہ یعنی کل سنی ناج نتیجہ ہے۔ یہی مناظرہ رشیدیہ میں کہا گیا ہے کہ مختلف حیثیات سے دعویٰ کا نام مسئلہ، مبحث اور نتیجہ ہے۔

تنبیہ ضروری:

خیال رہے یہ وہ ہے جو ہم نے سمجھا ورنہ جہاں تک شیر سنت کا مسئلہ ہے، ان کی شان ہماری عقل وخرد سے بالاتر ہے، اگر دیو بندی مناظر جواب دیتا تو وہ کیا گرفت کرتے ؟ وہی جانیں۔

کیونکہ ''کل'' کی کئی قسمیں ہیں۔

کل افراد، کل مجموعی۔ ایسے ہی دلیل کی بھی کئی قسمیں ہیں دلیل عقلی، دلیل نقلی، دلیل لمی، دلیل انی وغیرہ اور شیر سنت کو یہ تمام اصطلاحات وجزئیات ہمہ وقت مستحضر رہتے تھے۔ بطور دلیل یہ دیکھئے ایک مناظرے میں واحد العین نے سرکار شیر سنت سے پوچھا تھا کہ:

''تاویل کی تعریف کیا ہے، کون معتبر کون غیر معتبر، کس تاویل سے کفر دفع ہوگا، کس سے نہیں، تاویل اور تحریف میں کیا فرق ہے؟

اس کا جواب سرکار شیر سنت نے جوابی تقریر میں چٹکیوں میں یوں حل کر دیا کہ عقل حیران رہ گئی۔ جبکہ شیر سنت کے کئے ہوئے سوالات وہابیوں پر اب بھی قرض ہیں۔ اب آیئے جواب دیکھئے!

اقول: کلام کو اس کے ظاہر معنی چھوڑ کر کسی مخفی معنی پر حمل کرنا تاویل ہے، پھر اگر دلیل سے ہو تو صحیح اور شبہ سے ہو تو فاسد اور بزور زبان ہو تو استہزا ہے۔

تاویل صحیح فقہاء و متکلمین دونوں کے یہاں مقبول ہے اور فقہاء کرام تاویل فاسد قبول نہیں کرتے مگر متکلمین عظام بوجہ شبہ اسے بھی مانع تکفیر جانتے ہیں۔ اور ثالث حقیقۃً تاویل نہیں، کھیل تمسخر اور تحریف ہے۔

سرکار شیر سنت نے جو جواب دیا اس پر حوالہ جات ملاحظہ کریں۔

فتاویٰ مفتی اعظم جلد ہفتم صفحہ ۶۷ پر ہے کہ:

''تقسیم تاویل کبھی یوں کی جاتی ہے کہ دلیل سے ہو تو صحیح اور شبہ سے ہو تو فاسد اور بزور زبان

ہوتو استہزاً۔

اور یہی بات زرقانی علی المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ، النوع الثانی فی ذکر صلوتہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ:

حمل الظاھر علی المتحمل لمرجوح ان کان لدلیل فصیح او بالشبھة ففاسد او لا شیء فلعب لا تاویل۔

اور صرف اسی پر بس نہیں یہ دیکھئے امام جرجانی بھی وہی کہہ رہے ہیں جو سرکار شیر سنت نے فرمایا معجم "التعریفات" میں امام جرجانی لکھتے ہیں کہ:

التاویل: صرف اللفظ عن معناہٗ الظاھر الیٰ معنی یحتملہٗ اذا کان المحتمل الذی یراہٗ موافقاً بالکتاب والسنة مثل قولہٖ تعالیٰ۔ یخرج الحی من المیتان ارادبہ اخراج الطیر من البیضة کان تفسیراً وان اراد اخراج المؤمن من الکافر والعالم من الجاھل کان تاویلاً۔

یعنی تاویل لفظ کا پھیر اس کے ظاہری معنی سے ایسے معنیٰ کی طرف جس کا وہ احتمال رکھے جبکہ وہ محتمل معنیٰ قرآن وسنت کے مطابق ہو۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول وہ زندہ کو نکالتا مردے سے۔ اگر اس سے مراد لی پرندے کا نکالنا انڈے سے تو تفسیر اور اگر مراد لی مؤمن کا نکالنا کافر سے یا عالم کا نکالنا جاہل سے تو تاویل ہے۔

یہی شیر سنت نے بھی فرمایا ہے کہ معنی مخفی پر حمل اگر دلیل سے ہو تو صحیح، کتاب وسنت کے مطابق ہونا اور دلیل سے ہونا دونوں باتیں ایک ہیں۔

مثلاً: پرندہ کا انڈے سے نکالنا مراد لی تو تفسیر ہے۔ اور مؤمن کا کافر سے یا عالم کا جاہل سے تو تاویل ہے۔ آگے شیر سنت فرماتے ہیں کہ اگر شبہ سے ہو تو فاسد ہے اور بزورِ زبان ہو تو استہزار اور تحریف ہے۔ شبہ سے فاسد ہونے کی وجہ و لِمْ وہ حدیث پاک ہے جو مشکوٰۃ میں مذکور ہے کہ:

من قال فی القرآن برأیہ فلیتبؤ مقعدہٗ من النار۔

یعنی اپنی رائے سے جس نے قرآن میں کچھ کہا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ رہی بات تحریف کی تو جاء الحق میں ہے کہ قرآن کے ایسے معانی بیان کرنا جو اجماعِ امت یا عقیدۂ اسلامیہ کے خلاف ہو جیسے قاسم نانوتوی نے خاتم النبیین کے معنی میں تحریف کی اور اس کا معنیٰ اصل نبی بتایا۔

یہی شیرِ سنت نے بھی فرمایا تھا کہ اگر بزور زبان ہوگا تو اجماع کے بھی خلاف ہوگا اور عقیدۂ اسلامیہ کے بھی خلاف ہوگا۔ کیونکہ اگر عقیدۂ اسلامیہ کے مطابق ہو تو بزور زبان نہ ہوگا۔

اتنی بحث سے آپ اندازہ لگا لیں کہ میدان مناظرہ میں فوری جواب دینا ہوتا ہے کتنی مضبوط گرفت ہے حضور شیرِ بیشۂ اہلسنت کی، اصطلاحات و قوانین پر ادھر سوال ہوا اور ادھر جوابی تقریر میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ سب بیان کر دیا۔

اب ہم یہ مسرور ہو کر کہتے ہیں کہ شیرِ سنت صرف ایک مولوی کا نام نہیں بلکہ رازی و غزالی کی باتوں کا نکتہ دان، فقہ بوحنیفہ کے راز دان، بلکہ پھولوں کی نکہت، حق پرستوں کی حسرت، ضروری ضرورت کا نام "شیر بیشۂ اہلسنت، مظہر اعلیٰ حضرت" ہے۔ ع

کیا بات ہے تجھ میں کہ تو ہے جامع اوصاف

تمام خوبی اللہ کے لیے جس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور انہیں اشرف المخلوقات انسانوں میں کسی کو کسی فن کی مہارت عطا فرمائی۔ تو کسی کو کسی فن کی اور کوئی بہت سارے علوم وفنون کا جامع اور ماہر ہے۔ انہیں فنون میں ایک فن "فقہ" بھی ہے۔ جس کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین جس سے اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کا فقیہ بناتا ہے۔ حضور شیرِ سنت جہاں بہت سے علوم وفنون کے جامع تھے وہیں بے مثال بے مثیل فقیہ تھے۔ ان کی بے مثل فقاہت کی ایک نظیر میں پیش کرتا ہوں ملاحظہ کریں اور محظوظ ہوں۔

فتاویٰ حشمتیہ میں ایک سوال کیا گیا کہ وہ مینڈھا یا بھینس جس کی خلقۃً دم نہ ہو یا نسلاً بعد نسلٍ

دُم نہ ہواس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ خلقۃً کان نہ ہونے کا جزئیہ مل جاتا ہے کہ: والتی لااذن لھا فی الخلقۃ اور اوپر لکھا ہے لا یجوز یعنی یہ بھی ناجائز ہے مگر اس کے متعلق تصریح نہیں، کیا اسی پر قیاس کرلیں؟ اور ہمیں قیاس کرنے کا حق ہے تو یجوز بالجماء التی لاقرن لھا پر کیوں نہ قیاس کریں کہ اس میں تیسیر ہے۔

بے مثل فقاہت کا جلوہ:

سوال سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ سائل کوئی عام آدمی نہیں بلکہ عالم وفقیہ معلوم ہوتا ہے۔ اب شیر سنت کے فقاہت کا جلوہ دیکھئے فرماتے ہیں کہ وہ مینڈھا یا بھینس جس کی خِلقۃً دُم ہی نہ ہواس کی قربانی جائز نہیں۔ البتہ اگر دُم ہو تو لیکن خِلقۃً بہت ہی چھوٹی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے ہمارے فقہاء کرام نے ایک قاعدہ کلیہ تحریر فرمایا ہے کہ "عیب قلیل مانع قربانی نہیں"۔ دوسرا قاعدہ یہ تحریر فرمایا کہ "جو عیب گوشت کو نقصان نہ پہنچائے وہ بھی عیب قلیل ہے"۔ "مبسوط" للامام شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے:

"والیسیر من العیب غیر مانع لان الحیوان قلما یخلوا من العیب الیسیر فالیسیر مالا عیب لہٗ فی لحمھا"

اور عیب قلیل مانع نہیں کیونکہ جانور عیب قلیل سے بہت کم سالم رہتا ہے۔ تو عیب قلیل وہ ہے جس کا اثر اس کے گوشت میں نہ ہو اور دُم کا قطعاً نہ ہونا یقیناً گوشت کا کم ہونا ہے فلہٰذا دُم کا قطعاً نہ ہونا یقیناً مانع قربانی ہے۔ مبسوط ہی میں عجفا کے متعلق ہے (یعنی قربانی کا وہ جانور جس کی ہڈیوں کے اندر مغز باقی نہ رہے۔)

النھی الذی روینا لان ھٰذا عیب فاحش موثر فی لحمھا

یعنی اس کی قربانی جائز نہیں کیونکہ یہ کھلا عیب ہے جو اس کے گوشت میں مؤثر ہے۔

شرح قادری:

خیال رہے کہ سرکار شیر سنت کا فتویٰ ابھی مکمل نہیں ہوا مگر یہیں پر رک کر تھوڑی سی فقیر قادری

کی شرح ملاحظہ کرلیں۔ وہ یہ کہ شیر سنت کی اتنی تحریر سے جہاں ان کی فقہی جزئیات کے استحضار کا پتہ چلتا ہے وہیں ایک اور اہم شئے معلومات کے اجالے میں آتی ہے اور وہ یہ کہ عیب کی دو قسمیں ہیں (۱) عیب یسیر (۲) عیب فاحش۔

عیب یسیر کی تعریف:

عیب یسیر کی تعریف تو مبسوط میں یہ ہے کہ "الیسیر مالا اثر له فی لحمها" جس کا کوئی اثر گوشت میں نہ ہو۔

عیب فاحش کی تعریف:

"هوا الذی موثر فی لحمها" وہ جس کا اثر گوشت میں ہو۔

بات عیب کی چل رہی ہے تو ایک تعریف اور ایک حوالہ اور دیکھتے چلیں۔ امام جرجانی "معجم التعرفات" میں لکھتے ہیں کہ: العیب الیسیر: هوماینقص من مقدار مایدخل تحت تقویم المقومین۔

العیب الفاحش: وهومالایدخل نقصانهٗ تحت تقویم المقومین۔

فقیر قادری کی باتیں ختم ہوئیں۔ اب سرکار شیر سنت کو سمجھیں شیر سنت یہاں سے قیاس پر بحث شروع کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ اولاً یہاں تو قیاس کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ اس مسئلے میں تو خاص جزئیہ موجود ہے اور جس مسئلہ میں خاص صریح جزئیہ موجود ہو تو پھر اس کو قیاس کرنے کا کیا معنی؟ فتاوی عالمگیری جلد پنجم ص ۲۹۸ ر پر ہے:

لوذهب بعض هٰذه الاعضاء دون بعض من الاذن والالیه، والذنب والعین، ذکر فی الجامع الصغیر اذا کان الذاهب کثیرا یمنع جواز التضحیة وان کان یسیر الایمنع۔

یعنی کان سرین اور دُم اور آنکھ میں سے کسی عضو کا کچھ حصہ جاتا رہا تو جامع صغیر میں فرمایا کہ اگر زائد حصہ جاتا رہا تو قربانی کے جائز ہونے کو مانع ہوگا اور اگر قلیل حصہ جاتا رہا تو مانع قربانی نہ ہوگا۔

الایراد:

یہاں پر یہ سوال ہوسکتا ہے کہ کان، سرین، دُم وغیرہ کے کتنے حصے پر کثیر کا اطلاق ہوتا ہے اور کتنے حصے پر قلیل کا اطلاق ہوتا ہے؟۔ تو اس کا جواب دیتے ہوئے سرکار شیر سنت فرماتے ہیں کہ:

"پھر عالمگیری ہی میں پونے دوسطر کے بعد ہے کہ **الصحیح ان الثلث و مادونہ مازاد علیه کثیر وعلیه الفتوی**۔ یعنی قول صحیح یہ ہے کہ انتہائی یا تہائی سے کم ہے تو قلیل ہے اور تہائی سے زائد ہے تو کثیر ہے اور اسی پر فتوی ہے"۔

یہاں تک آپ نے سرکار شیر سنت کے فقہی جزئیات کے استحضار اور اس پر دقیق نظری کا جلوہ دیکھا۔ اب آیئے اجتہادی شان کا جلوہ دیکھئے۔ لکھتے ہیں کہ:

اگر بالفرض قیاس ہی کرنا پڑے تو **الجماء التی لا قرن لها** پر اس کا قیاس نہیں ہوسکتا کیونکہ فارق موجود ہے۔ اور وہ یہ کہ سینگ ماکول نہیں اور دُم یقیناً ماکول ہے تو اس کا قیاس کان اور سر سرین وغیرہ اعضا ماکولۃ اللحم ہی پر ہوگا۔

دیکھئے سرکار شیر سنت کے استدلال واستخراج واجتہاد کا جلوہ۔ فرماتے ہیں کہ ماکول کا قیاس ماکول پر ہی ہوگا وجہ یہ کہ قیاس میں مقیس علیہ اور مقیس کا یعنی اصل اور فرع کا ایک دوسرے کی نظیر ہونا شرط ہے۔ اور دُم ماکول ہے اور قرن یعنی ہڈی غیر ماکول۔ پھر نظیر کہاں ہوئے؟ اس لئے قیاس صحیح نہیں کہ شرط مفقود ہے۔ نیز قیاس کا مدار علت جامعہ اور علت مشترکہ پر ہے اسی علت مشترکہ کی وجہ سے اصل کا حکم فرع کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ اور یہاں علت مشترکہ کہاں ہے، مقیس علیہ ہڈی ہے اور مقیس گوشت"۔

اس کو کہتے ہیں فقاہت، اس کو کہتے ہیں دقیق النظری وبارک بینی۔ حق یہ کہ "وہ بس وہی تھے"۔

کہیں پھول ہیں کہیں خار ہیں:

آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہر جگہ نہ تو ذوالفقار حیدری بنا رہنا ٹھیک ہے اور نہ ہی ہر جگہ پیار کی شبنم بنا رہنا ٹھیک ہے، نہ ہر جگہ پھول بننا صحیح ہے اور نہ ہر جگہ خار بننا صحیح ہے۔ بلکہ ہر ایک کا موقع

وجمل الگ الگ ہے۔اور وہ یہ ہے کہ سرکار کے دشمنوں پر ذوالفقار حیدری اور اپنوں پر یعنی سرکار کے غلاموں پر پیار کی شبنم۔ سرکار شیر سنت دونوں کے سنگم تھے۔ دشمنوں پر ذوالفقار حیدری ومثل قہر ذوالجلال تھے۔اور اپنوں کے لئے پیار کی شبنم تھے۔

مگر آج کل لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ ہر جگہ پھول اور ہر جگہ پیار کی شبنم بنے رہتے ہیں، مدارات اور حسن خلق کا سہارا لے کر سب پر پیار کی شبنم کا چھڑکاؤ کرتے ہیں۔ دراصل لوگ مداہنت کرتے ہیں اور نام حسن خلق کا دیتے ہیں، جبکہ مدارات کا تعلق اپنی ذات سے ہوتا ہے اور مداہنت کا تعلق دین سے ہوتا ہے۔

یہ دیکھئے تفسیر عزیزی محدث عبدالعزیز "تفسیر عزیزی" میں لکھتے ہیں کہ:

"مدارات وحسن خلق عبارت از مساحمت در خودست وبہ نفسانیت کار نکردن وخود را واجب التعظیم نہ دیدن واز تقصیرے کہ در حق خود رود در گذاشتن"۔

یعنی مدارات کا معنی یہ ہے کہ اپنے معاملے میں نرمی برتیں اور نفسانیت کی بنا پر کام نہ لیں، اپنی تعظیم کو ضروری نہ سمجھیں اور اپنے حق میں کسی کا قصور ہو تو اسے معاف کر دیں۔

مداہنت:

عبارت از مساحمت در امر دین است وباوجود شنیدن امور نامشروعہ واقوال نامرضیہ تعصب نہ کردن ودین خود را سبک داشتن"

یعنی مداہنت کا معنی یہ ہے کہ دین کے معاملے میں چشم پوشی کریں اور جو باتیں شرعاً ناجائز وناپسند ہیں ان کو دیکھتے اور سنتے ہوئے بھی تعصب نہ کریں اپنے دین کو ہلکا ٹھہرائیں۔

اب آیئے محدث صاحب کی اس تحریر کی روشنی میں شیر سنت کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں۔

سرکار شیر سنت اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"فقیر کے شاگرد فقیر کو جو کچھ بھی برا کہیں فقیر تو اپنے آپ کو خوب جانتا ہے کہ فقیر ان سب سے بھی زیادہ برا ہے، فقیر ان بد گوئیوں کو لوجہہ اللہ تعالیٰ ولمرضاۃ حبیبہٖ صلی اللہ علیہ وسلم خلوص قلب

کے ساتھ معاف کرتا ہے"۔

دیکھ رہے ہیں مدارات اور حسن خلق اور اپنوں میں پیار کی شبنم کی بے مثال تصویر۔

یہی نہیں بلکہ آیئے سرکار محدث اعظم کا فرمان سنیے۔

"مولانا (یعنی سرکار شیر بیشۂ اہلسنت) کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ان کو محسن کشوں سے بڑا ساتھ پڑھتا رہا مگر صلابت ایمانی کا جبل شامخ اور صبر و رضا کا یہ کوہ گراں کبھی نہ گھبرایا اور سلف صالحین کا اسوۂ حسنہ بنا رہا"۔

یہ سرکار محدث اعظم کا فرمان ہے، یعنی شیر سنت وہ ہیں جن کے حسن خلق اور مدارات کی شہادت محدث اعظم کی تحریر دے رہی ہے ؎

دشمنوں پہ بن کے چمکا ذوالفقار حیدری
اور جب اپنوں میں پہنچا پیار کی شبنم ہوا

یہ تو اپنوں میں پیار کی بات تھی، رہی بات ذوالفقار حیدری کی تو اس پہلو کو سارا زمانہ جانتا ہے اس لئے میں سرکار شیر سنت کے صرف ایک جملے پر اختصار کرتا ہوں وہ یہ کہ جہاز میں جب منظور سنبھلی مسئلہ پوچھنے آیا تھا کہا بیٹھ جاؤں؟ آپ نے فرمایا:

تو بیٹھنے کی بات کرتا ہے اگر میرے بس میں ہو تو میں تجھے جہاز سے باہر سمندر میں پھینک دوں کیونکہ تو غدار رسول ہے۔

یہ ہے اس کا جلوہ کہ ع

دشمنوں پہ بن کے چمکا ذوالفقار حیدری

شیر سنت اور معقولی اصطلاحات:

سرکار شیر سنت کی نظر کہاں کہاں تھی، باریک ولطیف فرق اور باتوں پر ہمہ وقت کیسی نظر رہتی تھی۔ یہ سمجھنے سے پہلے ہم بتا چکے ہیں کہ ہماری عقل قاصر و عاجز ہے ہمارے نزدیک بس وہ ایک کرامت تھے۔

آیئے دیکھئے مناظرہ پنجاب میں وہابی مناظر سے ایک سوال سرکار شیر سنت نے کیا تھا وہ وہابیوں پر اب بھی قرض ہے اور وہ یہ ہے کہ شخص کسے کہتے ہیں اور اس میں اور فرد اور حصہ میں کیا فرق ہے؟ یہ سوال ایسا ہے کہ آج بھی اگر کسی سے پوچھ لیا جائے اور اسے ایک ہفتہ کا ٹائم دے دیا جائے اور کہا جائے کہ کتاب دیکھ کے سمجھا دو تب شاید وہ سمجھا پائے۔

فقیر قادری نے اپنی فہم ناقص کے مطابق کچھ سمجھنے کی کوشش کی ہے، ملاحظہ کریں۔

شخص: ماہیت میں صرف قید ملحوظ ہو تو اس کو شخص کہا جاتا ہے۔

حصہ: ماہیت میں صرف تقیید ملحوظ ہو تو اسے حصہ کہتے ہیں۔

فرد: ماہیت میں جب قید و تقیید دونوں ہوں تو اس کو فرد کہتے ہیں۔ دیکھئے مناطقہ کی تعریف یہ ہے جس کو جاننے کے بعد بھی سمجھ پانا مشکل ہے۔

شرح قادری:

انسان کے بہت افراد ہیں مثلاً زید، عمر، بکر، خالد، عبداللہ، نعیم اللہ، بیت اللہ وغیرہ۔ ان میں کوئی گورا ہے، کوئی کالا ہے، کوئی لمبا ہے، کوئی پست قد ہے۔ اب دیکھئے انسان اور زید کی حقیقت و ماہیت حیوان ناطق ہے۔ ماہیت و حقیقت میں جب خاص قید کا لحاظ کیا گیا ہو مثلاً گورا یا لمبا وغیرہ تو وہ شخص ہے۔ جیسے زید شخص ہے جبکہ اس کو اس اعتبار سے دیکھا جائے کہ وہ حیوان ناطق ہے اور گورا ہے۔ اور یہی خاص قید یعنی گورا ہی ملحوظ ہو۔

اور یہی زید حصہ ہے جب اس کو اس اعتبار سے دیکھا جائے کہ وہ حیوان ناطق یا انسان مع التشخصات ہے یعنی مطلق تشخصات کے ساتھ ہے، وہ تشخصات کیا ہیں اس سے کچھ غرض نہیں خواہ کالا ہو یا گورا لمبا ہو یا موٹا۔

شخص اور حصے کا فرق:

اسی سے شخص اور حصے کا فرق سمجھ میں آ گیا کہ شخص میں قیود میں سے کوئی خاص قید ملحوظ رہتی ہے جبکہ حصہ میں کوئی خاص قید ملحوظ نہیں ہوتی ہے بس اتنا سمجھا جاتا ہے کہ وہ تشخصات سے عاری نہیں

ہوتا ہے۔ اور یہی زید فرد ہوگا جب حیوان ناطق میں تشخص اور اس تشخص کی اس کی طرف نسبت (جس کو قید اور تقیید سے تعبیر کیا ہے) دونوں ملحوظ ہوں تب یہی زید حیوان ناطق کا فرد ہوگا۔ یہ وہ ہے جو فقیر کی سمجھ میں آسکا ہے۔

شیر سنت اور مسائل فقہیہ

آج بہت سے مسائل ایسے ہیں جن کا حل اور جن پر عمل بغیر دامن ائمہ کو تھامے ہوئے اور بغیر تقلید کے نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ دو متعارض حدیثوں میں کسی کی ترجیح، ناسخ ومنسوخ کا تعین، ظاہر، نص، مفسر ومحکم میں سے کسی کی تقدیم، یہ سب ائمہ کا کام ہے۔ اور ہر شخص کو روز مرہ کے ایسے مسائل سے سابقہ پڑتا ہے۔ اور کرتے وہی ہیں جو ائمہ نے بتایا۔ مگر پھر بھی اپنے آپ کو غیر مقلد کہتے ہیں۔ اس حماقت وسفاہت کا کیا علاج ہے؟ یہی تو شیر سنت نے غیر مقلد مکھوی شاہ سے میدان مناظرہ میں کہا تھا کہ آپ کا کہنا ہے کہ تم جماعت کو نہیں مانتے محض غلط ہے، ہم تمام صحابہ کرام کو یوں مانتے ہیں کہ بایھم اقتدیتم اھتدیتم ۔ ان میں سے جس کی اقتدا کرلی جائے ہدایت مل جائے گی۔ اس کے بعد شیر سنت نے فرمایا کہ اب میں پوچھتا ہوں کہ مینڈک کو ہمیشہ حلال جانیں گے یا ہمیشہ حرام، یا کبھی حرام کبھی حلال، یا حلال وحرام دونوں ساتھ ساتھ جانیں گے؟ شق اخیر بالبداہۃ باطل کہ ضدین کا اذعان آن واحد میں محال، اگر آپ ممکن مانتے ہوں تو ثابت کیجئے! اور اگر ہمیشہ حرام کہیں گے تو ہمیشہ حلال کہنے والے حضرات کا اتباع نہ ہوا۔ اور ہمیشہ حلال جانیں گے تو حرام کہنے والے حضرات کا اتباع نہ ہوا۔ اور اگر کبھی حلال جانیں گے کبھی حرام تو یہ صفت تو قرآن عظیم نے کافروں کی فرمائی ہے۔ یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما اور یہاں اس سے بڑھ کر یحلونہ آنا ویحرمونہ آنا ہے۔

شرح قادری:

یہ شیر سنت کی عبارت ہے۔ آیئے اس عبارت پر کچھ مفید گفتگو سماعت فرمایئے!

قدوری شریف میں ہے:

وموت مایعیش فی الماء لایفسد الماء کالسمک والضفرع
یعنی اس کا پانی میں مرجانا جو پانی میں زندگی گزارتا ہے جیسے مچھلی مینڈک قدوری شریف کی
اس عبارت سے ثابت ہوا کہ مینڈک پانی کا جانور ہے۔

مذاہب ائمہ:
ہمارے امام اعظم کے نزدیک سوائے مچھلی کے تمام دریائے جانور حرام ہیں، امام مالک کے یہاں سوائے دریائی خنزیر اور دریائی انسان کے تمام دریائی جانور حلال ہیں۔ امام شافعی کے یہاں سارے دریائی جانور حلال ہیں۔ وہ اس آیت سے دلیل لیتے ہیں احل لکم صید البحر۔
یہی شیر سنت نے فرمایا تھا کہ اگر ہمیشہ حرام کہو گے تو ہمیشہ حلال کہنے والوں کا اتباع نہ ہوا۔ اور اگر ہمیشہ حلال کہو گے تو حرام کہنے والوں کا اتباع نہ ہوا۔ یعنی مینڈک کو حلال کہیں گے تو احناف کا اتباع نہ ہوا کہ وہ حرام کہتے ہیں۔ اور حرام کہیں گے تو شوافع کا اتباع نہ ہوا کہ وہ حلال کہتے ہیں۔
اب آیئے آخر میں ان اصطلاحات کی بھی وضاحت کر دیتے ہیں جو شیر سنت کی عبارت میں ہیں۔

الضدان: صفتان وجودیتان یتعاقبان فی موضع واحد یستحیل اجتماعهما کالسواد والبیاض۔
یعنی ضدان یہ صفت وجودی ہیں جو ایک جگہ میں ایک دوسرے کے پیچھے ہوتے ہیں، محال ہے ان کا اجتماع جیسے کالا اور سفید۔
کچھ سمجھ میں آیا یعنی جیسے آن واحد میں شئ واحد کا کالا اور سفید ہونا محال ہے اسی طرح وقت واحد میں شئ واحد کا حلال اور حرام ہونا محال ہے۔
اتنی وضاحت کے بعد اب سوال یہ ہے کہ شیر سنت نے یہ حلال اور حرام کے اجتماع کو اجتماع ضدین کہا نقیضین نہیں کہا؟ لِمَ یہ کہ نقیض ایجاب وسلب کے اختلاف سے ہوتا ہے جیسے انسان کی نقیض لا انسان اور نہار کی نقیض لا نہار ہے۔ نہار کی نقیض لیل نہیں ہے، لیل ونہار ضد ہیں نقیض

نہیں۔ بالکل ایسے ہی حرام کی نقیض لاحرام ہے نا کہ حلال۔ حلال وحرام دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں نقیض نہیں۔

یہ ہیں شیر سنت! کہ مسائل منطقیہ ہوں یا فقہیہ ہمہ وقت حاضر عند المدرک رہتے ہیں ؎

ابر رحمت بر مزار تو گہر باری کند　　تا ابد شان کریمی ناز برداری کند

فیض شیر بیشۂ اہلِ سُنن بار الٰہ　　از طفیل اعلیٰ حضرت دائما جاری کند

by Mission Shere Sunnat Group
Published by
Maktaba-e-Hashmatia
Aljamiat-ul-Hashmatia
Mushahid Nagar Mahim, Distt. Gonda(UP)INDIA
Mob: 9368173692,9760468846